جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ

یہ نظم حضرت اکمل نے ایک ۹ سالہ بچی عزیزہ امۃ الرشید بیگم بنت میرزا عبد الحمید صاحب کی فرمائش پر تحریر فرمائی۔ (ایڈیٹر)

جماعت کا سالانہ جلسہ پھر آیا — خداوند عالم نے یہ دن دکھایا
ترا شکر مولیٰ - کہ ہم تیرے بندے — کہ جن کو بہت سے ہیں دنیا کے دھندے
تری پاک بستی میں پھر جمع ہوں گے — لئے ہاتھوں میں نور کی شمع ہوں گے
اندھیرا جہاں ہے - اُجالا کریں گے — ترے دین کا بول بالا کریں گے
ترا نام پھیلانے کی آرزو ہے — اسی واسطے گردشِ کو بکو ہے
پھر اسلام کی شان ہم کو دکھا دے — ہدایت - اشاعت کی راہیں بتا دے
زمانے میں شورش ہے برپا مٹا دے — مٹا کر - وہی امن و راحت بڑھا دے
ترا ذکر ہو شغل ہر دم ہمارا — کہ تُو نے ہی ہر کام مشکل سنوارا
ترقی ہیں دین و دنیا کی دیجو — کسی جا کسی وقت رسوا نہ کیجو
مسیحِ محمد کے ہیں ہم سلامی — جسے تو نے دی نعمتِ ہم کلامی
درود و سلام اُن پہ نازل دوامی — ہیں اُن کی سچی ہو حاصل غلامی
خلیفہ ہمارے جو فضلِ عمر ہیں — وہ جنت کا بے مثل میٹھا ثمر ہیں
پھلے پھولیں دنیا میں اُخری میں مولیٰ
لہے نام کام ان کا اعلیٰ و اولیٰ

دار الامان میں آنیوالوں کو سلام

جن احباب کو خدا تعالےٰ کے بھیجے ہوئے مامور و مرسل کی بستی میں آنے کی توفیق ملی - ان کو سلسلہ کا خادم قدیم الحکم اور اس کا مدیر خلوص قلب سے

اھلاً و سھلاً و مرحباً

کہتا ہے۔

اور ان سے اس امر کی استدعا کرتا ہے - کہ جب وہ اس بستی میں آیات اللہ کی تلاوت کریں - جب ان کے قلب میں رقت پیدا ہو - اور ان کے دل آستانہ الٰہی پر گریں - اس وقت وہ احمدیت کی اشاعت کے لئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی درازئی عمر کے لئے - خاندان نبوت کے ممبران کے لئے - مبلغین سلسلہ کے لئے - دنیا میں قیام امن کے لئے - روئے زمین کے احمدیوں کے لئے - اخبارات سلسلہ کی ترقی کے لئے - میرے والد عرفانی کبیر اور میری والدہ صاحبہ کی صحت اور درازئی عمر کے لئے بھی دعا فرماویں - اور مجھ کو اپنی یاد سے بھول نہ جائیں۔

طالب دعا

(محمود احمد عرفانی مدیر الحکم)

زمین قادیاں اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدائی انذار

موجودہ جنگ سے قبل

صاحبزادہ میرزا خلیل احمد صاحب سلمہ الرحمٰن کی قلم سے

اگرچہ یہ مضمون معزز الفضل میں شائع ہو چکا ہے مگر صاحبزادہ صاحب نے اسے میرے پاس بھی بغرض اشاعت ارسال فرمایا ہے۔ اس لئے ان کے ارشاد کی تعمیل میں شائع کر رہا ہوں۔ (ایڈیٹر)

رسالہ شاہکار لاہور نے اپنی نومبر کی اشاعت میں ایک مضمون درج کیا ہے۔ جس میں اس امر کے متعلق غور کیا گیا ہے۔ کہ دنیا سے جنگ وجدل اور کشت و خون کس طرح دُور کئے جا سکتے ہیں۔ اس ضمن میں بعض فلاسفروں کے اقوال بھی پیش کئے گئے ہیں۔ کسی کی رائے ہے۔ عالمگیر حکومت ہونی چاہیئے۔ اور کسی حکومت کو بھی جدید اسلحہ رکھنے کی اجازت نہ ہونی چاہیئے۔ سوائے پرانی طرز کے اسلحہ کے۔ مگر عالمگیر حکومت کے پاس تمام جدید اسلحہ مہیا ہونے چاہئیں۔ بعض نے اپنے خیالات کا یوں اظہار کیا ہے۔ کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے۔ صحیح فطرت پر پیدا ہوتا ہے مگر ماں باپ اس کو ضدی اور سرکش اور جنگجو بنا دیتے ہیں۔ اس لئے بچوں کی طرف خاص توجہ ہونی چاہیئے۔ اور اُن کی پرورش نہایت غور و پرداخت سے ہونی چاہیئے۔ لیکن یہ سب طریقے بیکار اور بے سود ہیں۔ سوچنا چاہیئے۔ کہ اس جنگ کے اسباب کیا ہیں اگر بنظر غائر حالات کا مطالعہ کیا جائے۔ کہ مادی اسباب کے علاوہ اس جنگ کے اہم مگر مخفی وجوہ ہیں۔ یہ کہ دنیا اپنے پیدا کرنے والے کو بھول چکی ہے۔ اور اپنی بنائی ہُوئی چیزوں پر زیادہ بھروسہ کرنے لگی ہے۔ ہر طرف لامذہبیت اور دہریت کی فضا ترقی کرتی ہُوئی نظر آ رہی ہے۔ یہی تو اسباب ہیں اس جنگ کے جن پر لوگوں کی نگاہ نہیں اُٹھتی۔ صلح کے لئے بہت کوششیں کی گئیں۔ مگر کوئی سکیم کامیاب نہ ہو سکی۔ کیوں کامیاب نہ ہو سکی۔ صرف اس لئے کہ ظاہری اسباب کو دیکھا جا رہا ہے۔ اگر امن کا قیام چاہیئے۔ تو اس جڑ کا کاٹ دینا ازبس ضروری ہے یعنی لامذہبیت اور دہریت کو دُور کر کے اپنے پیدا کرنے والے کی طرف رجوع کیا جائے۔ اور تمام امور میں اس پر کامل اعتماد اور بھروسہ ہو۔

اب بیداری کا وقت آ گیا ہے۔ اے دنیا دارو تم اپنی بدعنوں میں بہت ترقی کر چکے ہو۔ اس لئے خدا نے چاہا۔ کہ تمہارے ساتھ سختی کا برتاؤ کرے۔ اور تنبیہہ کے طور پر تم پر عذاب نازل کرے۔ سو خدا نے اپنے مسیح کو آج سے کئی سال پیشتر مختلف رنگوں میں اس امر کی اطلاع دی۔ کہ دنیا بہت خراب ہو گئی ہے۔ اور اپنے پیدا کرنے والے کو بھلا چکی ہے۔ اس لئے میں نے چاہا ہے۔ کہ عذاب کے ذریعہ تنبیہ کروں۔ اور خدا نے اپنے مسیح کی زبان سے بھی کہلوایا:-

"اے یورپ تو بھی امن میں نہیں۔ اور اے ایشیا تو بھی امن میں نہیں۔ اور اے جزائر کے رہنے والو تم بھی امن میں نہیں ہو۔"

پھر فرمایا:-

"ھل اتاک حدیث زلزلۃ الساعۃ اذا زلزلت الارض زلزالھا واخرجت الارض اثقالھا وقال الانسان مالھا۔"

(تذکرہ صفحہ ۵۹۱)

(ترجمہ) کیا تجھے آنے والے زلزلہ کی خبر نہیں ملی۔ یاد کر جب کہ سخت طور پر زمین ہلائی جائے گی۔ اور زمین جو کچھ اس کے اندر ہے۔ باہر پھینک دے گی۔ انسان کہے گا زمین کو کیا ہو گیا۔ کہ یہ غیر معمولی بلا اس میں پیدا ہو گئی ہے) اور اخرجت الارض سے مراد ہے زمینی علوم ظاہر ہوں گے۔ یعنی زمین سے سونا چاندی۔ لوہا۔ کوئلہ اور پٹرول وغیرہ نکالا جائے گا۔ پھر فرمایا:-

"اریک زلزلۃ الساعۃ یریکم اللہ زلزلۃ الساعۃ لمن الملک الیوم للہ الواحد القھار۔"

(تذکرہ صفحہ ۵۹۲)

(ترجمہ) میں تجھ کو قیامت والا زلزلہ دکھاؤں گا۔ خدا تجھ کو قیامت والا زلزلہ دکھائے گا۔ اس دن کہا جائے گا۔ آج کس کا ملک ہے۔ کیا اُس خدا کا ملک نہیں جو سب پر غالب ہے۔ پھر فرمایا:-

"بھونچال آیا اور شدت سے آیا۔ زمین تہ و بالا کر دی۔ یوم تاتی السماء بدخان مبین وتری الارض خامدۃ مصفرۃ"

(تذکرہ صفحہ ۵۹۴)

(ترجمہ) ایک زلزلہ آئے گا۔ اور بڑی سختی سے آئیگا۔ زمین کو زیر و زبر کر دے گا۔ اُس دن آسمان سے کھلا کھلا دھوآں نازل ہوگا۔ (یعنی) بمبار ہوائی جہاز دھوآں دھار یا دھوآں پیدا کرنے والے بم پھینکیں گے۔ اور زمین زرد پڑ جائے گی۔ یعنی قحط کے آثار ظاہر ہوں گے۔ پھر فرمایا:-

"زلزلہ آیا۔ اُٹھو نمازیں پڑھیں۔ اور قیامت کا نمونہ دیکھیں۔" (تذکرہ صفحہ ۲۹۸)

زمین کا زیر و زبر ہونا۔ اور ایک ہی بم سے بہت بڑے قطعہ زمین کا اُکھڑ جانا آج تم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو۔ اور غور نہیں کرتے۔ کہ یہ وہی خبریں ہیں۔ جو خدا تعالےٰ نے نبیوں کے سردار محمد صلعم اور پھر آپ کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو دی تھیں۔ اُس وقت تم ایک کان سے سُنکر دوسرے سے باہر نکال دیتے تھے۔ اور یہ خیال کرکے کہ کیا دنیا میں ایسا بھی ممکن ہو سکتا ہے ٹال دیتے تھے۔ سو دیکھو اور غور کرو۔ کہ وہ پیشگوئیاں کس صفائی سے پوری ہو رہی ہیں۔ غور کرو اور سوچو اور پھر سوچو۔ کہ کیا یہ انسان کا کلام ہو سکتا ہے۔ جو سرورِ کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر اور پھر آپ کے بعد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام پر۔ اور پھر آپ کے بعد سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز پر نازل ہُوا۔ یہ ہرگز انسان کا کلام نہیں ہو سکتا۔ یہ تو خدا کا الہام اور ربّ جلیل کا کلام ہے۔ اے انگریز قوم میں تجھے خصوصیت کے ساتھ مخاطب کرتا ہوں۔ کیونکہ ہمارے امام سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اس جنگ میں تم کو فتح کا راستہ بتلا دیا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ:-

"اگر انگریز توحید کی طرف رجوع کر کے مجھ سے دعا کی درخواست کریں گے۔ تو میں اُن کے لئے دعا کروں گا۔ اور چشم زدن میں ہٹلر کی فوجیں اور بم بار ہوائی جہاز بھاگ جائیں گے۔"

اس پیشگوئی کو حقارت کی نگاہ سے مت دیکھو۔ اور بے پرواہی سے نہ چھوڑ دو۔ اور اگر تم نے ویسا ہی کیا۔ جیسا کہ تم پر اُمید ہے۔ تو یاد رکھو۔ جو تم سے پہلوں سے ہُوا۔ وہی تم سے ہوگا۔ اور تم خدا کی گرفت سے نہ بچ سکو گے۔ یاد رکھو تمہاری توپیں۔ تمہارے ٹینک تمہارے بم بار ہوائی جہاز وہ کام نہیں کر سکتے اور ہرگز نہیں کر سکتے۔ جو اس اکیلے شخص کی دعا کر سکتی ہے۔ سو جنگ کو دُور کرنے کا سوائے اس کے اور کوئی طریقہ نہیں۔ کہ دنیا لامذہبیت اور دہریت کو دُور کر کے خدا سے دعا مانگے۔ کہ:-

"اے ہمارے خدا ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور ہم اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہیں تو ہمارے گناہ بخش۔ اور ہم سے اس بلا کو ٹال کہ تیرے سوا اور کوئی ٹالنے والا نہیں۔ آمین یا رب العالمین"

قادیان میں جائداد بنانے والوں

کیلئے

بہترین موقعہ

(۱) صدر انجمن احمدیہ کے پاس چند قطعات سکنی اراضیات کے قابلِ فروخت ہیں۔ ان قطعات میں کچھ قطعات ایسے ہیں۔ جو پچاس فٹ کے مجوزہ بازار ملحقہ ریلوے اسٹیشن قادیان پر دس دس مرلہ کے ہیں۔ جن پر بہترین دوکانیں اور دوکانوں کے پیچھے رہائشی مکانات بن سکتے ہیں۔ کچھ قطعات مختلف محلہ جات میں کنال کنال کے بھی ہیں۔ جن پر رہائشی مکان بن سکتے ہیں۔

(۲) علاوہ اس کے صدر انجمن احمدیہ کے پاس تین پختہ مکان بھی قابل فروخت ہیں۔ جن میں سے ایک پختہ مکان دار السعت میں۔ اور دوسرا پختہ مکان معہ چوبارہ کے محلہ دار الفضل میں۔ تیسرا بہت بڑا مکان جس میں چھ عدد پختہ دوکانیں بھی ہیں محلہ مسجد فضل میں واقعہ ہیں۔

جو دوست ان قطعات یا دوکانوں یا مکانوں کو خرید نا چاہتے ہوں۔ وہ منشی محمد الدین صاحب مختار عام صدر انجمن احمدیہ سے دفتر نظامت جائداد میں ملکر جائے۔ وقوعہ اور تفصیلات معلوم کر کے خرید سکتے ہیں۔

خاکسار

ناظم جائداد صدر انجمن احمدیہ قادیان

سیرت المہدی کا ایک ورق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۱۹۰۷ء کے سالانہ جلسہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم میں موجود تھے۔ اور خدا تعالیٰ کی باتیں اپنی زبان مبارک سے سنا رہے تھے۔ اس سالانہ جلسہ پر جو حضور کی زندگی میں آخری جلسہ تھا۔ آپ نے ایک عظیم الشان تقریر فرمائی۔ اور اس تقریر میں حضور نے جلسہ پر آنے والوں کو اپنی صداقت کا ایک نشان ٹھیرایا۔ اس تقریر کا ایک مختصر سا حصہ میں آج کے الحکم میں شائع کرتا ہوں۔ تاکہ اس طرح آیات اللہ کا تذکرہ ہو سکے۔ اور وہ باتیں جو خدا کے مامور و مرسل نے فرمائیں۔ ان کو یاد کر کے ہم اپنے ایمانوں میں ایک جدید تازگی پیدا کر سکیں۔ یہ تقریر حضور نے ۲۷ دسمبر ۱۹۰۷ء بروز جمعہ فرمائی تھی (ایڈیٹر)

خدا کا شکر

دیکھو اوّل اللہ جلشانہ کا شکر ہے۔ کہ آپ صاحبوں کے دلوں کو اس نے ہدایت دی۔ اور باوجود اس بات کے کہ ہزاروں مولوی ہندوستان اور پنجاب کے تکذیب میں لگے رہے۔ اور ہمیں دجال اور کافر کہتے رہے۔ آپ کو ہمارے سلسلہ میں داخل ہونے کا موقعہ دیا۔

خدا کا معجزہ

یہ بھی اللہ جلشانہ کا بڑا معجزہ ہے۔ کہ باوجود اس قدر تکذیب اور تکفیر کے اور ہمارے مخالفوں کی دن رات کی سر توڑ کوششوں کے یہ جماعت بڑھتی جاتی ہے۔ میرے خیال میں اس وقت ہماری جماعت چار لاکھ سے بھی زیادہ ہو گی۔ اور یہ بڑا معجزہ ہے کہ ہمارے مخالف دن رات کوشش کر رہے ہیں اور جانکاہی سے طرح طرح کے منصوبے سوچ رہے ہیں۔ اور سلسلہ کو بند کرنے کے لئے پورا زور لگا رہے ہیں۔ مگر خدا ہماری جماعت کو بڑھاتا جاتا ہے۔

خدا کی حکمت

جانتے ہو کہ اس میں کیا حکمت ہے۔ حکمت اس میں یہ ہے کہ اللہ جلشانہ جس کو مبعوث کرتا ہے اور جو واقعی طور پر خدا کی طرف سے ہوتا ہے وہ روز بروز ترقی کرتا اور بڑھتا ہے۔ اور اس کا سلسلہ دن بدن رونق پکڑتا جاتا ہے۔ اور اس کے روکنے والا دن بدن تباہ اور ذلیل ہوتا جاتا ہے۔

مخالفین کی تباہی

اور اس کے مخالف اور مکذب آخرکار بڑی حسرت سے مرتے ہیں۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو۔ کہ ہماری مخالفت کرنے والے اور ہمارے سلسلہ کو روکنے والے بیسیوں مر چکے ہیں۔

خدا کے ارادہ کو جو در حقیقت اس کی طرف سے ہے کوئی بھی روک نہیں سکتا۔ اور خواہ کوئی کتنی ہی کوششیں کرے اور ہزار منصوبے سوچے سلسلہ کو خدا شروع کرتا ہے۔ اور جس کو وہ بڑھانا چاہتا ہے اس کو کوئی روک نہیں سکتا۔ کیونکہ اگر ان کی کوششوں سے وہ سلسلہ رک جائے۔

خدا ہی سب پر غالب ہے

تو ماننا پڑے گا۔ کہ روکنے والا خدا پر غالب آ گیا۔ حالانکہ خدا پر کوئی غالب نہیں آ سکتا۔

پھر ایک یہ معجزہ ہے۔ کہ ان لوگوں کی بابت جو ہزاروں لاکھوں ہمارے پاس آتے رہتے ہیں۔ اللہ جلشانہ نے براہین احمدیہ میں پہلے ہی سے خبر دے رکھی تھی۔ اور یہ وہ کتاب ہے جو عرب فارس۔ انگلستان اور دیگر ممالک میں پچیس برس کا عرصہ گذرا شائع ہو چکی ہے۔

پچیس برس پہلے کی اقتداری پیشگوئی

اس میں بہت سے اسی زمانے کے الہام بھی درج ہیں۔ اور یہ ایک ایسی بدیہی بات ہے۔ جس سے کوئی یہودی عیسائی مسلمان۔ برہمو۔ آریہ۔ انکار نہیں کر سکتا۔ اور اس کتاب کا ریویو ہمارے اشد العداوت یعنی مولوی محمد حسین صاحب اسی زمانہ میں ریویو بھی لکھا تھا۔ اور اسی کتاب براہین احمدیہ میں آنے والی مخلوق کی صاف طور پر پیشگوئی درج ہے۔ اور یہ کوئی معمولی پیشگوئی نہیں بلکہ عظیم الشان پیشگوئی ہے۔ اور وہ یہ ہے:۔

الہامات الٰہیہ

یاتیک من کل فج عمیق یاتون من کل فج عمیق۔ ینصرک اللہ من عندہ یرفع اللہ ذکرک ویتم نعمتہ علیک فی الدنیا والاٰخرۃ صفحہ ۲۴۱ اذا جاء نصر اللہ والفتح وانتھیٰ امر الزمان الینا الیس ھٰذا بالحق صفحہ ۲۴۰ وما کان اللہ لیترکک حتی یمیز الخبیث من الطیب صفحہ ۴۹۱ فحان ان تعان وتعرف بین الناس صفحہ ۴۸۹ انی ناصرک انی حافظک انی جاعلک للناس اماما صفحہ ۵۰۷۔ یہ اس کی عبارت ہے۔ اور اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اگرچہ تو اس وقت اکیلا ہے۔ مگر وہ زمانہ تجھ پر آنے والا ہے۔ کہ تو تنہا نہیں رہے گا فوج در فوج دور دراز ملکوں سے تیرے پاس آئیں گے۔

مخلوق کا آنا اور انتظام مہمانان

اور آپ جانتے ہیں جب اس قدر مخلوق آئے گی۔ تو آخر ان کے کھانے کے واسطے بھی انتظام چاہیئے۔ اس لئے فرمایا۔ یاتیک من کل فج عمیق یعنی وہ لوگ تحفے تحائف اور ہزاروں روپے تیرے لئے لے کر آویں گے پھر خدا فرماتا ہے۔ ولا تصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس صفحہ ۲۴۲ یعنی کثرت سے مخلوق تیرے پاس آئے گی۔ اس کثرت کو دیکھ کر گھبرا نہ جانا اور ان کے ساتھ کج خلقی سے پیش نہ آنا۔ اس وقت جب کہ یہ الہام براہین احمدیہ میں شائع کئے گئے تھے۔

پیشگوئی کے وقت قادیان کی حالت

قادیان ایک غیر مشہور قصبہ تھا اور ایک جنگل کی طرح پڑا ہوا تھا کوئی اسے جانتا بھی نہ تھا۔ اور اتنے لوگ جو یہاں بیٹھے ہیں۔ کون کہہ سکتا ہے۔ کہ اس وقت بھی یہی شہرت تھی۔ بلکہ تم میں سے تقریباً سب کے سب ہی اس گمناؤں سے ناواقف تھے۔

بتاؤ کہ خدا کے ارادہ کے بغیر آج پچیس چھبیس برس پیشتر اپنی تنہائی اور گمنامی کے زمانے کوئی کس طرح دعویٰ کر سکتا ہے۔

خدا کے بغیر کوئی ایسا دعوے نہیں کر سکتا

کہ مجبور ہو [illegible] زمانہ آنے والا ہے جبکہ ہزاروں لوگ میرے پاس آئیں گے۔ اور طرح طرح کے تحفے تحائف میرے لئے لائیں گے۔ اور میں دنیا بھر میں عزت کے ساتھ مشہور کیا جاؤں گا۔

دیکھو جتنے انبیاء آج سے پہلے گذر چکے ہیں۔ ان کے بہت سے معجزات تو نہیں ہوا کرتے تھے۔ بلکہ بعض کے پاس تو صرف ایک ہی معجزہ ہوتا تھا۔ اور جس معجزہ کا میں نے بیان کیا ہے۔ یہ ایک ایسا عظیم الشان معجزہ جو ہر ایک پہلو سے ثابت ہے۔

عظیم الشان معجزہ

اور اگر کوئی ذرا ہٹ دھرم اور ضدی نہ ہو گیا ہو۔ تو اسے میرا دعویٰ بہرصورت ماننا پڑتا ہے۔ میری اس تنہائی اور گمنامی کے زمانے کے یہاں کے ہندو بھی گواہ ہیں۔ اور وہ بتا سکتے ہیں۔ کہ میں اس وقت اکیلا تھا۔ اور اردگرد کے لوگ بھی مجھے نہ جانتے تھے۔ ہاں اگر کوئی ہندو اس سے انکار کرے۔ تو اس کو چاہیئے کہ میرے سامنے اگر جھوٹ بولے کہ اس وقت بھی اسی طرح سے لوگ آیا کرتے تھے۔ اور اگر وہ کہیں کہ یہ اتفاقی بات ہے۔ تو پھر کسی اور جگہ سے اس کی نظیر بتا دیں۔

نظیر پیش کرو

اور دنیا بھر میں اس کا پتہ دیں۔ کہ ایک شخص پچیس برس پہلے گمنامی کی حالت میں ہو۔ اور اس وقت اس نے پیشگوئی کی ہو۔ کہ میرے پاس فوج در فوج لوگ آئیں گے۔ اور ہزارہا روپیوں کے مال و متاع تحفے تحائف لے کر آویں گے۔ اور میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہر طرح سے مدد دیا جاؤں گا۔ اور پھر اسی طرح سے وہ پیشگوئی پوری بھی ہو گئی ہو۔ اگر یہ دکھا دیں۔ تو ہم مان لیں گے یونہی بہانہ جوئیاں تو ہم قبول نہیں کریں گے۔

بہانہ جوئی چھوڑ دو

کیونکہ اس طرح سے کسی نبی کا کوئی بھی معجزہ قبول نہیں کیا جا سکتا۔ ان کو چاہیئے کہ کسی کذاب کی نظیر پیش کریں۔ کہ اس نے پچیس برس پہلے اس طرح سے اقتداری پیشگوئی کی ہو۔ اور پھر وہ پوری بھی ہو گئی ہو۔ اگر یہ ایسا کر دیں۔ تو ہم تیار ہیں کہ انہیں قبول کر لیں۔

اگر کوئی کہے کہ خبر خوابیں آیا ہی کرتی ہیں۔ اور ان میں سے بعض پوری ہوا ہی کرتی ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ خوابیں تو اکثر چوہڑوں اور چماروں کو بھی آتی ہیں۔ اور ان سے پوری ہو جاتی ہے۔ بلکہ کنجنیاں بھی عموماً کہا کرتی ہیں کہ ہماری فلاں خواب پوری نکلی۔ اور ہمارے گھر میں ایک چوہڑی تھی۔ جو اکثر اپنی خوابیں سناتی تھی۔ اور وہ سچی بھی ہوتی تھیں۔ لیکن دیکھنے والی تو بات یہ ہے۔ کہ ان میں یہ قدرت اور نصرت کہاں ہوتی ہے۔ اس طرح کی فتح اور مدد اور دشمنوں کا ادبار اور اپنا اقبال دشمنوں کی ذلت اور اپنی عزت یہ تو صرف انبیاء کے ہی حصہ میں ہے۔ دوسروں کا تو اس میں کچھ حصہ ہی نہیں۔ یہ تو خدا تعالیٰ کا فضل ہے۔ یہ خوابیں تو نہیں ہیں۔

احمدیہ جھنڈے کا بیج

برادرم محمد اسحاق صاحب امرت سری نے احمدیہ جھنڈے کا ایک نہایت خوبصورت بیج بنوایا ہے جس پر احمدیہ جھنڈے کا نہایت شاندار عکس دیا گیا ہے۔ یہ بیج کسی خاص جماعت کا بیج نہیں ہے۔ بلکہ اسے ہر احمدی استعمال کر سکتا ہے۔ احباب کو اپنے لئے اپنے بچوں کے لئے اس بیج کو خریدنا چاہیئے۔ عمدہ چیز ہے۔ قادیان کے تقریباً ہر دوکاندار سے مل سکتا ہے۔

مکتوباتِ احمدیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جناب منشی حبیب الرحمٰن صاحب مرحوم و مغفور حاجی پور کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مشفقی محبی اخویم ! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ،

محبت نامہ پہنچ کر آپ کے تردّدات کا حال دریافت کر کے بہت غم ہوا۔ دعا کرتا ہوں۔ کہ خدا تعالےٰ آپکو تمام تردّدات سے مخلصی عطا فرماوے۔ آپ نے بہت ثواب کا کام کیا ہے۔ کہ دس رسالے مفت تقسیم کئے۔ جزاکم اللہ۔ اب عنقریب انشاء اللہ رسالہ دافع الوساوس بھی شائع ہو جائیگا میں یقیناً کہتا ہوں۔ کہ آپ کی خواب نہایت عمدہ ہے۔ منشی ظفر احمد جو موجود تھے۔ اس سے مراد انشاء اللہ ظفر ہے۔ یعنی فتح آپ کو ہے۔ والسلام ۔

خاکسار غلام احمد ۴ر جنوری ۱۸۹۲ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی اخویم منشی حبیب الرحمٰن صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ،

آپ کی محبت نامہ پہنچا۔ آپ کی علالت کی خبر سنکر تفکر ہوا۔ اللہ جلشانہٗ آپ کو جلد صحت کامل عطا فرماوے۔ نہایت آرزو ہے۔ کہ آپ ۲۷ر دسمبر ۱۸۹۲ء کے جلسہ سالانہ میں تشریف لاویں اگر اللہ تعالیٰ اور روز تک صحت کامل ہو جاوے۔ تو آپ آسکتے ہیں۔ امید کہ حالات خیریت آیات سے مطلع فرماتے رہیں گے۔ مرض کی حالت میں تقصیر نماز نہیں چاہیئے۔ اگر طاقت کھڑا ہونے کی نہ ہو۔ تو بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں۔ والسلام ۱۹ر دسمبر ۱۸۹۲ء

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

جمعہ جائز ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی اخویم ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ ڈیڑھ میل تک شہر میں اپنے گاؤں سے آنا بجز حرج کے متصور نہیں ہو چونکہ گاؤں میں مسجد ہے۔ اگر شہر کے نزدیک بھی ہے۔ تب بھی ایک محلہ کا حکم رکھتا ہے۔ کسی صحیح حدیث میں اس مانعت کا نام و نشان نہیں۔ **بلاشبہ جمعہ جائز ہے**۔ خدا تعالےٰ کے دین میں حرج نہیں۔ کتاب دافع الوساوس چھپ رہی ہے۔ والسلام۔

خاکسار غلام احمد ۔ ۱۳ر اگست ۱۸۹۲ء

تعزیت ہمشیرہ منشی حبیب الرحمٰن صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مشفقی محبی اخویم منشی حبیب الرحمٰن صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ،

عنایت نامہ پہنچکر بدریافت واقعہ ہائلہ حادثہ وفات آپ کی ہمشیرہ کے بہت غم و اندوہ ہوا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون خدا تعالےٰ آپ کو صبر بخشے۔ اور اس مرحومہ کو جنت میں داخل فرماوے آمین ثم آمین۔ باقی بفضلہ تعالےٰ سب طرح سے خیریت ہے۔ والسلام ۔

راقم خاکسار غلام احمد ۲۷ر مئی ۱۸۹۲ء

زکوٰۃ زیورات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی مشفقی اخویم ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

مدت کے بعد آپ کا عنایت نامہ مجھ کو ملا۔ ایک رسالہ آپ کے نام روانہ ہو گیا ہے۔ دافع الوساوس بعد اس کے شائع ہوگا۔ زیورات کی نسبت جو آپ نے دریافت کیا ہے۔ یہ اختلافی مسئلہ ہے۔ مگر اکثر علماء اس طرف گئے ہیں۔ کہ جو زیور مستعمل ہو اس کی زکوٰۃ نہیں ہے۔ مگر بہتر ہے اس کو عاریتاً کبھی دے دیا کریں۔ مثلاً دو تین روز کے لئے کسی عورت کو عاریتاً پہننے کے لئے دیا جاوے۔ تو پھر بالاتفاق زکوٰۃ ساقط ہو جاتی ہے۔ خواب آپ کی نہایت عمدہ ہے۔ والسلام ۔

خاکسار غلام احمد از قادیان

۲۵ر جنوری ۱۸۹۲ء

بدظنی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی و مکرمی اخویم حاجی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

بعد سلام مسنون آج مدت کے بعد عنایت نامہ پہنچا۔ آپ نے جس قدر اپنے عنایت نامہ میں اس احقر عباد اللہ کی نسبت اپنے بزرگانہ اشارات سے بدنیتی اور ناراستی اور خراب باطنی ۔ اور وعدہ شکنی اور انحراف از کعبہ وغیرہ الفاظ استعمال کئے ہیں میں ان سے ناراض نہیں ہوں۔ کیونکہ اوّل تو

ہر چہ از دوست می رسد نکو است

ماسوا اس کے اگر خداوند کریم و رحیم ایسا ہی میرا انجام کرے۔ جیسا آپ نے سمجھا ہے۔ تو میں اس سے بدتر ہوں۔ اور درشت تر الفاظ کا مستحق ہوں۔ رہی یہ بات کہ میں نے ۔ ۔ ۔ آپ سے کوئی وعدہ خلافی کی ہے یا میں کسی عہد شکنی کا مرتکب ہوا ہوں۔ تو اس وہم کا جواب زیادہ تر توجہ سے خود آپ ہی معلوم کر سکتے ہیں۔ جس روز چھپے ہوئے پردہ کھلیں گے اور حصل ما فی الصدور کا عملدرآمد ہوگا۔ اور بہت سے بدظن اپنی جانوں کو   گے۔ اسی روز کا اندیشہ ہر ایک جلد باز کو لازم ہے۔

براہین احمدیہ کی اشاعت میں توقف

یہ سچ ہے کہ براہین احمدیہ کی طبع میں میری امید اور اندازہ سے زیادہ توقف ہو گیا ہے۔ مگر کیا اسی توقف کا نام عہد شکنی ہے۔ **میں فی الحقیقت مامور ہوں**۔ اور درمیانہ کارروائیاں جو الٰہی مصلحت نے پیش رو کردیں۔ دراصل وہی توقف کا موجب ہو گئیں۔ جن لوگوں کو دین کی غم   نہیں۔ وہ کیا جانتے ہیں۔ اس عرصہ میں کیا کیا عمدہ کام اس براہین کی تکمیل کے لئے ہوئے۔ اور خدا تعالےٰ نے اتمام حجت کے لئے کیا کیا سامان میسر کئے۔ آپ نے سنا ہوگا۔ کہ قرآن شریف کئی برسوں میں نازل ہوا تھا۔ کیا وہ ایک دن میں نازل نہیں ہو سکتا تھا۔ آپ کو اگر معلوم نہ ہو۔ تو آپ کسی باخبر سے دریافت کر سکتے ہیں۔ کہ اس عرصہ میں یہ عاجز بے کار رہا۔ یا بڑا بھاری سامان اتمام حجت کا کرتا رہا۔ تیس ہزار سے زیادہ اشتہارات اردو انگریزی تقسیم ہو گئے ۔ صدہا رجسٹری شدہ خطوط ہندوستان اور ایشیا کے ملکوں میں بھیجے گئے۔ بیس ہزار کے قریب خطوط میں نے اپنے ہاتھ سے لکھ کر مختلف مقامات میں روانہ کئے۔ ایک عقلمند اندازہ کر سکتا ہے۔ کہ علاوہ جدوجہد اور محنت و عرقریزی کے کیا کچھ مصارف ان کا ۔۔ وہ ہیں ان پر ہوئے ہوں گے۔ ہر ایک کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے بد باطن اور نیک باطن کو وہ خوب جانتا ہے۔ دان یک کاذباً فعلیہ کذبہ۔ اور اگر بقول آپ کے میں خراب اندرون ہوں۔ اور کعبہ کو چھوڑ کر بت خانہ کی طرف جا رہا ہوں۔ تو وہ عالم الغیب آپ سے بہتر مجھے جانتا ہوگا۔ لیکن اگر حال ایسا نہیں ہے تو میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ آپ عنقریب روز مکالمہ میں اس بدظنی کا کیا جواب دیں گے۔ اللہ جلشانہ فرماتا ہے ولا تقف ما لیس لک بہ علم۔ ان السمع والبصر والفواد کل اولٰئک کان عنہ مسئولا ۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

۲۳ر دسمبر ۱۸۸۷ء

نوٹ) اس خط سے معلوم ہوتا کہ یہ کسی مخالف کے نام ہے (ایڈیٹر)

احمدیہ کیلنڈر

خلیفہ صلاح الدین احمد صاحب مولوی فاضل جو حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب رضی اللہ عنہ کے لخت جگر ہیں آجکل صیغہ نشر و اشاعت کے مہتمم ہیں۔ خلیفہ صلاح الدین صاحب ایک ایسے نوجوان ہیں جو اپنے ساتھ جوان ہمت ارادے بھی رکھتے ہیں۔ وہ بہت محنت سے اس صیغہ میں کام کر رہے ہیں۔ اور ان کا کام بہت شاندار ہے۔ اس وقت مجھے ان کے کام پر ریویو نہیں کرنا۔ البتہ ان کے شائع کردہ احمدیہ کیلنڈر کا ذکر کرنا ہے۔ احمدیہ کیلنڈر جو انہوں نے اس سال شائع کیا ہے۔ وہ اپنی ظاہری خوبیوں کی وجہ سے انکی سلیقہ شعاری کی داد دے رہا ہے۔ احمدیہ کیلنڈر نہایت خوبصورت دیدہ زیب اور انگریزی۔ ہجری قمری۔ ہجری شمسی ہر قسم کی تاریخیں اس سے معلوم ہو سکتی ہیں۔ اس کے سوا ایام تبلیغ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ضروری تاریخی ایام کی فہرست حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے امتحانوں کی تاریخیں وغیرہ ضروری معلومات اس میں مہیا کر دی گئی ہیں۔ ایسا خوبصورت کیلنڈر اور اس قدر خوبیوں کے ساتھ ہر احمدی کے گھر میں ہونا ضروری ہے۔ احباب دفتر مہتمم صاحب صیغہ نشر و اشاعت قادیان سے طلب کریں ۔

حیات نور کا ایک ورق

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کی سیرت و سوانح پر حضرت عرفانی کبیر کی قلم سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نور الدین کی تربیت

نور الدین اعظم اپنی تربیت کے متعلق جو اثرات اپنے قلب پر دیکھتا تھا۔ اور جس طریقہ سے اس کی تربیت ہوئی۔ اس کا ذکر وہ آپ کرتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ کہ:۔

"پہلے پہل میری تربیت کیونکر ہوئی۔ اور لا الہ الا اللہ کا اثر مجھ پر کیسے پڑا۔ تم یہ سن کر تعجب کرو گے کہ یہ اثر مجھ پر میری ماں ہی کے پیٹ میں پڑا۔ یہ علم اب علم طب نے مجھ پر کھولا ہے۔ کیونکہ یہ ثابت شدہ امر ہے۔ کہ والدہ کے خیالات کا اثر پیٹ میں بچہ پر پڑتا ہے۔ بلکہ ان خیالات کا ذخیرہ ایک سال سے جمع ہوتا ہے۔ اور پھر ان کا اثر بچہ قبول کرتا ہے۔ میری ماں پڑھی ہوئی تھی۔ اور اچھی پڑھی ہوئی تھی۔ قرآن کریم کو خوب سمجھتی اور سمجھاتی تھی۔ صبح سے شام تک اسی کا شغل رکھتی تھی۔ پس ان کے اس پاک شغل نے حمل کے اندر ہی مجھے قرآن مجید کا اثر پہنچایا۔ اس طرح پر لا الہ الا اللہ کی تخم ریزی میرے اندر ہوئی۔"

میں اس امر کو بھی تحدیث بالنعمت کے طور پر ہی ذکر کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے میری ماں کو ایک جلال والی قوم میں سے بنایا تھا۔ وہ اعوان قوم سے تھیں۔ یہ بھی اس کے فضل کی بات ہے۔ لیکن جو بات مجھے خوش رکھتی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ

میں نے گویا اسکے پیٹ میں قرآن کا سبق پڑھا

یہ پہلا بیج تھا۔ لا الہ الا اللہ کا جس نے باپ کی طرف سے آکر ماں کے پیٹ میں نشوونما پایا۔"

تربیت کا دوسرا مرحلہ

"اس کے بعد جب میں پیدا ہوا۔ تو ماں کے دودھ کے ساتھ قرآن مجید کی پاک تعلیمات کے اثر کو پیا اور اس کی پیاری گود میں قرآن مجید سنا۔ اس کے ساتھ میری تربیت کا ایک اور سلسلہ شروع ہوا۔ میری ایک بھاوجہ صاحبہ تھیں۔ وہ بگہ والے مشہور خاندان میں سے تھیں۔ میں ان کی تربیت کے نیچے آیا۔ ان کی گود میں جو آواز مجھے خوش کرتی۔ اور سنائی دیتی تھی۔ وہ

انت الھادی انت الحق لیس الھادی الا ھو

کی آواز تھی۔ گویا باہر آکر لا الہ الا اللہ کا نشوونما اس طرح پر ہوا۔"

حضرت نور کی یہ بھاوجہ نور کو سکھلایا کرتی تھیں۔ بگہ والا خاندان اپنے علمی اور عملی اعزاز کے لحاظ سے بہت مشہور تھا (خادم عرفانی نے بھی مولوی غلام محمد صاحب بگہ والے سے کچھ پڑھا ہے۔ عرفانی) ان ایام میں یہ خاندان اپنے تقویٰ اور نیکی کے لئے مشار الیہ تھا۔ حضرت نور کی بھاوجہ کی تربیت اسی خاندان میں ہوئی تھی اس لئے جہاں آپ کو ماں کی گود میں بجز قرآن شریف اور کچھ سننے کا موقعہ نہ ملا۔ وہاں بھاوجہ کی گود میں بھی وہی نیکی اور پارسائی کی باتیں سننے میں آتی تھیں۔

اب دودھ پینے کا زمانہ ختم ہوا۔ نور اتنا ہوشیار اور قوی الحافظہ تھا۔ کہ وہ کہتا ہے۔ کہ

"جب دودھ پینے کا زمانہ ختم ہوا۔ تو مجھے دودھ چھڑانے کا ہوش ہے۔ میری ماں نے کوئی سیاہ چیز لگائی تھی۔"

اس طرح پر حضرت نور کی تربیت کی بنیاد رکھی گئی۔ چونکہ خاندان ایک علم دوست اور ممتاز خاندان تھا۔ یہ قدرتی بات تھی۔ کہ آپ کو ہوش آتے ہی تعلیم کے لئے تیار کر دیا جاتا۔ اس وقت تعلیمی مدارس کا وہ جال تو نہ تھا۔ جو آج صوبہ پنجاب کے دیہات تک پھیل گیا ہے۔ بلکہ بڑے آدمی اپنے لڑکوں کی تعلیم کے لئے خاص استاد مقرر کیا کرتے تھے۔ اس ذریعہ سے بعض دوسرے بچے بھی تعلیم پا لیا کرتے تھے۔ یا بعض علماء اپنا سلسلہ تدریس جاری رکھتے۔ لیکن یہ عام بات تھی۔ کہ مسلمان بچوں کو ابتداً قرآن مجید پڑھایا جاتا تھا۔ اور پھر چونکہ فارسی زبان شاہی زبان رہ چکی تھی۔ اور دفاتر میں اب تک اسی کا اثر تھا۔ اس لئے فارسی عربی پڑھائی جاتی تھی۔

نور کی تعلیمی ابتداء

اس لئے جب حضرت نور نے ہوش سنبھالا۔ تو آپ کی تعلیم شروع ہوئی۔ اور اس کی ابتداء آپ نے والدہ صاحبہ سے کی۔ والد صاحب نے بھی کچھ قرآن مجید پڑھایا۔ مگر امر واقعہ یہ ہے کہ آپ نے قرآن مجید اپنی والدہ سے پڑھا۔ ان کا یہی شغلہ تھا۔ قرآن مجید پڑھایا کرتی تھیں۔ ہزاروں لڑکے اور لڑکیوں نے ان سے قرآن شریف پڑھا۔ وہ تیرہ برس کی عمر سے آخیر عمر تک قرآن مجید پڑھاتی رہیں۔ فقہ کی پنجابی کتابیں بھی پڑھایا کرتی تھیں۔ چنانچہ حضرت نور نے بھی بعض فقہ کی ابتدائی کتابیں پکی روٹی وغیرہ اپنی والدہ سے پڑھیں۔ اس لحاظ سے یہ کہنا بالکل درست ہے۔ کہ جس طرح ان کی ماں ان کی تربیت جسمانی کا پہلا ذریعہ تھیں۔ اور نور الدین اعظم نے انکی چھاتیوں سے دودھ پی کر پرورش پائی۔ اسی طرح روحانی طور پر بھی قرآن مجید کا دودھ انہوں نے ماں سے ہی پیا۔ حضرت نور کی والدہ صاحبہ بچوں کو گالی یا بددعا دینا نہ جانتی تھیں اور اس طرح پر نور نے کبھی گالی یا بددعا نہ سنی تھی۔ بلکہ انکی والدہ صاحبہ جب کسی پر خفا ہوتی تھیں تو کہا کرتی تھیں۔

محروم نہ جاویں

اور اسے بہت لمبا کر کے کہا کرتی تھیں۔ اور کبھی نامحروم بھی کہدیا کرتی تھیں۔ اس وقت تک قرآن مجید ناظرہ پڑھانے کا عام رواج تھا۔ اور ترجمہ کی طرف توجہ نہیں ہوتی تھی۔ اس کا اثر تو یہاں تک رہا۔ کہ عربی کے مدارس میں بھی قرآن مجید کا ترجمہ نہیں پڑھایا جاتا تھا۔ بلکہ اب تک بھی قریباً یہی حالت رہی ہے۔ غرض نور الدین قرآن مجید کی تعلیم اور فقہ کی ابتدائی پنجابی کتابوں سے فارغ ہو گیا۔ اور اس کی مزید تعلیم کا سوال درپیش تھا۔

چونکہ تعلیم کا مقصد کوئی ملازمت نہ تھی۔ اور صحت کو مقدم کیا جاتا تھا۔ اس لئے کوئی بوجھ کثرت مضامین کا نہ تھا۔ جیسا کہ آج کل دیکھا جاتا ہے۔ اس وقت کے طریقہ تعلیم میں اولاً زبانوں کا جاننا ضروری سمجھا گیا تھا۔ چنانچہ جیسا کہ آگے چل کر معلوم ہوگا۔ حضرت نور نے حساب وغیرہ بہت دیر بعد سیکھا۔

اور اسی طرح دوسرے علوم کی طرف بھی جوانی میں توجہ کی۔ آپ کے والد صاحب کو بچوں کی صحت اور کامل نشوونما کا خیال خاص طور پر رہتا تھا۔ اور اس غرض کے لئے وہ بھینسیں رکھا کرتے تھے۔ تاکہ بچے دودھ اور مکھن کھا کر خوب ترقی کریں اور ان کے قویٰ کا نشوونما صحیح طریق پر ہو۔ حضرت نور فرمایا کرتے تھے۔ کہ:۔

"میرے والد میرے سر پر ملائی کی ٹوپی بنا کر رکھا کرتے تھے۔ تاکہ میرا دماغ تروتازہ رہے۔ اور پوری تقویت اور غذا اس کو حاصل ہو۔"

والدہ صاحبہ سے جزائے اعمال کے مسئلہ کو سیکھا

جیسا کہ میں نے اوپر بیان کیا ہے۔ حضرت نور نے پنجابی زبان میں فقہ کی بعض کتابیں اپنی والدہ صاحبہ سے پڑھی تھیں۔ اسی طرح انہوں نے اپنی والدہ صاحبہ سے جزائے اعمال کے مسئلہ کو خوب اچھی طرح سیکھ لیا۔ آپ کے کریکٹر بنانے میں اس مسئلہ نے بہت بڑا کام دیا۔ اور حقیقت تو یہ ہے۔ کہ انسانی سیرت کی تعمیر میں اسی اصل کو بہت بڑا دخل ہے۔ یا اس کی پوری واقفیت اور عملی تفہیم سے انسان کا کریکٹر بنتا ہے۔ اور وہ خدا کے فضل اور رحم سے نہایت اعلیٰ ہوتا ہے۔ اور اس کے نہ جاننے نہ سمجھنے اور عمل نہ کرنے کے باعث خدا نہ کرے انسانی سیرت بگڑتی ہے۔ اور بہت بُری طرح انسان گر جاتا ہے۔ حضرت نور اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں نے اپنی ماں سے یہ بات سیکھی تھی۔ کہ:۔

"خدا تعالیٰ کی جس قسم کی فرمانبرداری کرو گے۔ اسی قسم کے انعامات پاؤ گے۔ اور جس قسم کی نافرمانی کرو گے۔ اسی قسم کی سزا پاؤ گے۔"

یعنی جس قسم کے اعمال کرو گے۔ اسی قسم کا بدلہ ملے گا۔ اگر نیکی کرو تو پھل نیک ہوگا۔ اور اگر بدی کرو گے۔ تو بُرا بدلہ ملے گا۔ اور جزائے اعمال کی فلاسفی وہ ایک پنجابی فقرے میں سمجھایا کرتی تھیں۔ چنانچہ اکثر فرمایا کرتی تھیں

جو آگ کھائیگا انگار ہگے گا

یعنے جو شخص آگ کھائے گا۔ اس کا نتیجہ آگ ہی ہوگا۔ یعنی بُرے کاموں سے نیک بدلہ کی توقع نہیں ہو سکتی۔

بڑے آدمیوں کی زندگیوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کوئی چھوٹی سی بات ہوتی ہے۔ جو ان کی زندگیوں میں عظیم الشان تغیر پیدا کر دیتی ہے۔ نور الدین اعظم نے اپنی ماں سے یہ فقرہ کچھ ایسے انداز سے سنا کہ اس کا گہرا اور مستقل نقش بچپن ہی میں اس کے قلب پر بیٹھ گیا تھا۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ وہ اپنے اعمال میں عاقبت اندیش۔ محتاط۔ اور خدا ترس ہو گیا۔ وہ ہر کام سے پہلے دیکھتا تھا۔ کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ اور اس پر مسلسل عمل کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ وہ ایک اعلیٰ درجہ کا متقی۔ راستباز اور بالآخر ایک قوم کا امام اور مقتدا بن گیا۔ اور اسکی سیرۃ کی تعمیر اور تکمیل محض ماں کی اعلیٰ تربیت کا نتیجہ تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ بچپن میں جو نقوش انسانی قلب پر بیٹھ جاویں۔ وہ ایک ایسا مستقل اور غیر منفک اثر رکھتے ہیں۔ کہ کوئی چیز انہیں دور نہ

"میرا اسلام"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"قادیان کے راہی سے خطاب"

(نتیجۂ فکر جناب ثاقب صاحب زیروی ناظم بزم فردوسی ادب زیرہ ،)

محبوبِ دلستاں تک — یکتائے دو جہاں تک
موعود کے نشاں تک — محمودِ قادیاں تک
لے اک پیام لے جا
میرا اسلام لے جا

یوں عرض حال کرنا — عالم کو وجد آئے
وہ طرز ہو بیاں کی — جبریل رشک کھائے
جبریل رشک کھائے — ہنستوں کو جو رلائے
میرا اسلام لے جا

علم و ادب کی جا ہے — محتاط ہو کے جانا
وہ بارگہ ہے عالی — واں لغزشیں نہ کھانا
واں لغزشیں نہ کھانا — قلب و نظر بچھانا
میرا اسلام لے جا

میرا پیام کیا ہے — کچھ دُکھ بھری صدائیں
روندی ہوئی غموں کی — معدوم سی ندائیں
معدوم سی ندائیں — موہوم سی نوائیں
میرا اسلام لے جا

واں نور کی خدائی — یاں ظلمتوں کے پرچم
واں عقل کھیلتی ہے — یاں جہل کا تبسّم
یاں جہل کا تبسّم — ہاں معصیت مجسّم
میرا اسلام لے جا

وہ رہبرِ مکمل — ہیں ننگِ قوم و ملت
وہ دین کا خلیفہ — ذیشان و ذی وجاہت
ذی شان و ذی وجاہت — اس پر خدا کی رحمت
میرا اسلام لے جا

میری بساط کیا ہے — اور کس قدر جسارت
آرام بھی کہیں ذرا! — یہ جذبۂ محبت
یہ جذبۂ محبت — یہ جوششِ محبت
میرا اسلام لے جا

فضلِ عمر سے کہنا — ثاقب ملول سا ہے
"یہ وقت کا تقاضا" — اب دل کو کھا رہا ہے
اب دل کو کھا رہا ہے — راحت مٹا رہا ہے
میرا اسلام لے جا

اس پر بھی نگہ اُلفت — از راہ لطف و رحمت
مدت سے کر رہا ہے — تقدیر کی شکایت
تقدیر کی شکایت — اُمید کی مذمت
میرا اسلام لے جا

تیری خدائی برتر — سب رنج و غم مٹا دے
لطف و کرم سے اپنے — گوہر مراد کا دے
بس یہ پیام لے جا — میرا اسلام لے جا
میرا اسلام لے جا

"احمدی نوجوانوں سے خطاب"

"شجاعتوں کے حشر خیز زمزمے سنائے جا"

(۱)

مدتوں کے قافلے ہیں تیری انتظار میں — تڑپ رہی ہے ہنیت نگاہِ بیقرار میں
تو غفلتوں کے نقش لوحِ قلب سے مٹائے جا — شجاعتوں کے حشر خیز زمزمے . . . .

(۲)

وہ دیکھ تن گیا ہے رحمتِ خدا کا سائباں — تو ہمیش جوان کر یہ کہہ رہا ہے آسماں
بلندیوں کی سمت نگہ کار گر اٹھائے جا — شجاعتوں کے حشر خیز زمزمے . . . .

(۳)

مزہ ہے جب زمانے بھر کے خفتہ کار جاگ اٹھیں — بے عمل فقیہہ جھوٹے روزہ دار جاگ اٹھیں
ہر اک دل میں مستقل مزاجیاں بسائے جا — شجاعتوں کے حشر خیز زمزمے . . . .

(۴)

جو مر چکے ہیں اُن کو پھر جلانا تیرا کام ہو — شرابِ معرفت کے خُم لنڈھانا تیرا کام ہو
تو احمدی جواں ہے زندگی کے گیت گائے جا — شجاعتوں کے حشر خیز زمزمے . . . .

(۵)

یہ دور وہ ہے جس میں عام ہیں گناہ گاریاں — نشانِ ظلمتوں کے ہیں فقط سیاہ کاریاں
تو اپنی بزم نورِ ایزدی سے جگمگائے جا — شجاعتوں کے حشر خیز زمزمے . . . .

(۶)

جو کلفتوں سے سینہ تان کر لڑے وہ مرد ہے — وہ مرد جس کے دل میں دینِ مصطفےٰ کا درد ہے
قدم قدم پہ غیرتوں کی دھونیاں رمائے جا — شجاعتوں کے حشر خیز زمزمے . . . .

(۷)

ہے تیرا کام بجلیوں کی تابشوں سے کھیلنا — مچل مچل کے کے ساز شوں سے کھیلنا
یہ لغزشیں تیرے لئے نہیں قدم بڑھائے جا — شجاعتوں کے حشر خیز زمزمے . . . .

دعائے مغفرت

چوہدری نبی بخش صاحب مرحوم جو ڈاکٹر محمد شاہ نواز صاحب ایم۔بی۔بی۔ایس افریقہ کے چچا تھے ۔ اور ہمارے قدیمی دوست تھے ۔ نوے سال کی عمر میں اپنے وطن چونڈہ میں فوت ہو گئے ۔ مرحوم ایک مخلص اور جوشیلے احمدی تھے ۔ حضرت مسیح موعودؑ کے زمانے کے مطابق آپ نے ورثہ میں لڑکی کو بھی شرعی حصہ دیا ۔ مرحوم جماعت احمدیہ چونڈہ کے بیس سال تک پریذیڈنٹ رہے ۔ اور سلسلہ کی خدمت میں بڑے جوش سے کرتے رہے ۔ ہیں ان کے پس ماندگان بالخصوص ان کی بیٹی ڈاکٹر مسز ایس ایس خاں کے ساتھ ہمدردی

پنج ارکانِ اسلام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پنج ارکان اسلام کے عنوان سے ایک تقریر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آج سے ۳۴ سال قبل یعنی ۲۶ دسمبر ۱۹۰۶ء کو فرمائی تھی۔ میں اس تقریر دلپذیر کو آج ۳۴ سال بعد پھر اس لئے شائع کرنے کی عزت حاصل کرتا ہوں۔ کہ یہ نمبر سالانہ جلسہ کے ایام میں شائع ہو رہا ہے۔ اور احباب جب کہ سالانہ جلسہ میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی تقریروں کو سنکر اپنے ایمانوں کو تازہ کریں گے۔ وہاں وہ اس تقریر کو جو جری اللہ فی حلل الانبیاء نے فرمائی تھی کو پڑھکر اور چشم تصوّر میں خدا کے اس مامور و مرسل کو کھڑے دیکھیں اور اس تقریر کو پڑھیں۔ اور اپنے ایمانوں میں تازگی کی لذت محسوس کریں۔

حضور نے یہ تقریر ۲۶ دسمبر ۱۹۰۶ء کے دن جو ہمارے آج کے جلسہ کے مطابق جلسہ کا پہلا دن ہے نماز ظہر و عصر کے بعد فرمائی۔ (ایڈیٹر)

جوشِ تبلیغ

اب صاحبو آرام سے سن لو۔ کہ میری طبیعت بیمار ہے۔ اور میں اس لائق نہ تھا کہ کھڑا ہو کر ایک لمبی تقریر کرتا۔ تاہم میں نے خیال کیا کہ لوگ دُور دُور سے آئے ہیں تاکہ ہماری باتیں سنیں۔ ایسی صورت میں کچھ نہ کہنا معصیت میں داخل ہو گا۔ لہذا باوجود حالت بیماری کے میں نے مناسب جانا کہ خدا تعالےٰ نے مجھے جو ہدایت دی ہے میں اس سے سب لوگوں کو اطلاع دوں۔

کلمہ طیبہ کی حقیقت

میں کئی بار ظاہر کر چکا ہوں۔ کہ ہمیں صرف اتنے پر خوش نہیں ہونا چاہیئے کہ ہم مسلمان کہلاتے ہیں۔ اور لا الہ الا اللہ کے قائل ہیں۔ جو لوگ قرآن پڑھتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ صرف زبانی قیل و قال سے کبھی راضی نہیں ہوتا۔ اور نہ نری زبانی باتوں سے کوئی خوبی انسان کے اندر پیدا ہو سکتی ہے۔ جب تک عملی حالت درست نہ ہو کچھ بھی نہیں بنتا۔ یہودیوں پر بھی ایک زمانہ ایسا آیا تھا۔ کہ اُن میں نری زبان درازی ہی رہ گئی تھی اور انہوں نے صرف زبان کی باتوں پر ہی کفایت کر لی تھی۔ زبان سے تو وہ بہت کچھ کہتے تھے مگر دل میں طرح طرح کے گندے خیالات اور زہریلے مواد بھرے ہوئے تھے۔ یہی وجہ تھی۔ جو اللہ تعالےٰ نے اس قوم پر طرح طرح کے عذاب نازل کئے۔ اور ان کو مختلف مصیبتوں میں ڈالا۔ اور ذلیل کیا۔ یہاں تک کہ انہیں سؤر اور بندر بنایا۔ اب غور کا مقام ہے۔ کیا وہ توراۃ کو نہیں مانتے تھے۔ وہ ضرور مانتے تھے اور نبیوں کے بھی ماننے والے تھے۔ مگر اللہ تعالےٰ نے اتنی ہی بات کو پسند نہ کیا کہ وہ نرے زبان سے ماننے والے ہوں۔ اور ان کے دل زبان سے متفق نہ ہوں۔

خوب یاد رکھنا چاہیئے۔ اگر کوئی شخص زبان سے کہتا ہو کہ میں خدا کو واحدہٗ لاشریک مانتا ہوں۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لاتا ہوں۔ اور ایسا ہی اور ایمانی امور کا قائل ہوں۔ لیکن اگر یہ اقرار صرف زبان ہی تک ہے۔ اور دل معترف نہیں۔ تو یہ زبانی باتیں ہوں گی۔ اور نجات اس سے نہیں مل سکے گی۔ جب تک انسان کا دل ایمان نہ لائے۔ اور ا[illegible] کا ایمان لانا یہی ہو گا۔ کہ وہ عملی حالت میں ان امور کو ظاہر کر دے۔ اس وقت تک کوئی بات بنتی نہیں۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اصل مراد تب ہی حاصل ہوتی ہے۔ جب سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر خدا کی طرف متوجہ ہو۔ اور درحقیقت دنیا پر دین کو مقدم کر دے۔

یاد رکھو

مخلوق کو انسان دھوکہ دے سکتا ہے۔ اور لوگ یہ دیکھ کر کہ پنجوقت نماز پڑھتا ہے۔ یا اور نیکی کے کام کرتا ہے دھوکہ کھا سکتے ہیں مگر خدا تعالےٰ دھوکہ نہیں کھا سکتا۔ اس لئے اعمال میں ایک اخلاص ہونا چاہیئے۔ یہی ایک چیز ہے جو اعمال میں صلاحیت اور خوبصورتی پیدا کرتا ہے۔ اب یاد رکھنا چاہیئے کہ **کلمہ** جو ہم ہر روز پڑھتے ہیں اس کے کیا **معنے** ہیں۔ کلمہ کے یہ معنے ہیں۔ کہ انسان زبان سے اقرار کرتا ہے۔ اور دل سے تصدیق کہ میرا **معبود**۔ **محبوب** اور **مقصود** خدا تعالےٰ کے سوا اور کوئی نہیں۔ **الٰہ** کا لفظ **محبوب** اور اصل **مقصود** اور **معبود** کے لئے آتا ہے۔

یہ کلمہ قرآن شریف کی ساری تعلیم کا خلاصہ ہے۔ جو مسلمانوں کو سکھایا گیا ہے۔ چونکہ ایک بڑی مبسوط کتاب کا یاد کرنا آسان نہیں اس لئے یہ کلمہ سکھلا دیا گیا۔ تاکہ ہر وقت انسان اسلامی تعلیم کے مغز کو مدنظر رکھے۔ اور جب تک یہ حقیقت انسان کے اندر پیدا نہ ہو جاوے سچ یہی ہے کہ نجات نہیں۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ (وسلم) نے فرمایا ہے۔

من قال لا الٰہ الا اللہ فدخل الجنۃ

یعنی جس نے صدق دل سے لا الہ الا اللہ کو مان لیا وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ لوگ دھوکہ کھاتے ہیں۔ اگر وہ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ طوطے کی طرح سے لفظاً کہہ دینے سے انسان جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ اگر اتنی ہی حقیقت اس کے اندر ہوتی تو پھر سب اعمال بیکار اور نکمّے ہو جاتے۔ اور شریعت (معاذ اللہ) لغو ٹھہرتی۔ نہیں بلکہ اس کی حقیقت یہ ہے۔ کہ وہ مفہوم جو اسی میں رکھا گیا ہے۔ وہ عملی رنگ میں انسان کے دل میں داخل ہو جاوے جب یہ بات پیدا ہو جاتی ہے۔ تو ایسا انسان فی الحقیقت جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ نہ صرف مرنے کے بعد بلکہ اسی زندگی میں وہ **جنت** میں ہوتا ہے۔

یہ سچی بات ہے۔ اور جلد سمجھ میں آجاتی ہے۔ کہ جب اللہ تعالےٰ کے سوا انسان کا کوئی **محبوب** اور **مقصود** نہ رہے۔ پھر کوئی دُکھ یا تکلیف اسے ستا ہی نہیں سکتی۔ یہ وہ مقام ہے۔ جو **ابدال** اور **قطبوں** کو ملتا ہے۔

آپ یہ خیال نہ کریں۔ کہ ہم کب بتوں کی پرستش کرتے ہیں ہم بھی تو اللہ تعالےٰ ہی کی عبادت کرتے ہیں۔ یاد رکھو۔ یہ تو ادنیٰ درجہ کی بات ہے۔ کہ انسان بتوں کی پرستش نہ کرے۔ ہندو لوگ جن کو حقائق کی کوئی خبر نہیں۔ اب بتوں کی پرستش چھوڑ رہے ہیں۔ معبود کا مفہوم اسی حد تک نہیں۔ کہ انسان پرستی یا بت پرستی تک ہو۔ اور یہی معبود ہیں۔ اور یہی اللہ تعالےٰ نے خود قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ کہ ہوائے **نفس** اور ہوس کی اطاعت کر رہا ہے۔ اور اس کے لئے مر رہا ہے۔ وہ بھی **بت پرست اور مشرک** ہے۔ یہ لا نفی جنسی نہیں کرتا۔ بلکہ ہر قسم کے معبودوں کی نفی کرتا کرتا ہے۔ خواہ وہ **انفسی** ہوں یا **اخلاقی**۔ خواہ وہ دل میں چھپے ہوئے بت ہیں۔ یا ظاہری بت ہیں۔ مثلاً ایک شخص بالکل اسباب ہی پر توکل کرتا ہے۔ تو یہ بھی ایک قسم کا **بت** ہے۔ اس قسم کی بت پرستی **تپ دق** کی طرح ہوتی ہے۔ جو اندر ہی اندر ہلاک کر دیتا ہے۔ موٹی قسم کے بت تو جھٹ پٹ پہچانے جاتے ہیں اور ان سے مخلصی حاصل کرنا بھی سہل ہے۔ اور میں دیکھتا ہوں۔ کہ لاکھوں ہزاروں انسان ان سے الگ ہو گئے۔ اور ہو رہے ہیں۔ یہ ملک۔ جو ہندوؤں سے بھرا ہوا تھا۔ کیا سب مسلمان ہیں۔ سب ہی نہیں ہو گئے۔ پھر انہوں نے بت پرستی کو چھوڑ دیا نہیں۔ اور خود ہندوؤں میں بھی ایسے فرقے نکلتے آتے ہیں۔ جو اب بت پرستی [illegible] کرنے۔ لیکن یہاں تک ہی بت پرستی کا مفہوم نہیں ہے۔ یہ تو سچ ہے کہ موٹی بت پرستی چھوڑ دی ہے۔ مگر ابھی تو ہزاروں بت انسان **بغل** میں لئے پھرتا ہے۔ اور وہ لوگ بھی جو **فلسفی** اور **منطقی** کہلاتے ہیں۔ وہ بھی ان کو اندر سے نکال نہیں سکتے۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے فضل کے سوا یہ کیڑے اندر سے نکل نہیں سکتے۔ یہ بہت ہی باریک چیزیں ہیں اور سب سے زیادہ ضرر اور نقصان اُن کا ہی ہے۔ جو لوگ جذبات نفسانی سے متاثر ہو کر اللہ تعالےٰ کے **حقوق** اور **حدود** سے باہر ہو جاتے ہیں۔ اور اس طرح پر حقوق العباد کو بھی تلف کر دیتے ہیں۔ وہ ایسے نہیں کہ پڑھے لکھے نہیں۔ بلکہ ان میں ہزاروں کو مولوی فاضل اور عالم پاؤ گے۔ اور بہت ہوں گے جو **فقیہ** اور **صوفی** کہلاتے ہوں گے۔ مگر باوجود ان باتوں کے وہ بھی ان امراض میں مبتلا نکلیں گے۔ ان بتوں سے پرہیز کرنا ہی تو بہادری ہے۔ اور ان کو شناخت کرنا ہی کمال دانائی اور دانشمندی ہے۔ یہی بت ہیں جن کی وجہ سے آپس میں **نفاق** پڑتا ہے۔ اور ہزاروں کشت و خون ہو جاتے ہیں۔ ایک بھائی دوسرے کا حق مارتا ہے۔ اور اسی طرح ہزاروں ہزار بدیاں ان کے سبب سے ہوتی ہیں۔ ہر روز اور ہر آن ہوتی ہیں۔ اور اسباب پر اس قدر بھروسہ کیا گیا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کو محض ایک عضو معطل قرار دے رکھا ہے۔ بہت ہی کم لوگ ہیں جنہوں نے توحید کے اصل مفہوم کو سمجھا ہے۔ اور اگر انہیں کہا جائے۔ تو جھٹ کہہ دیتے ہیں۔ کیا ہم مسلمان نہیں۔ اور کلمہ نہیں پڑھتے۔ افسوس تو یہ ہے۔ کہ انہوں نے اتنا ہی سمجھ لیا ہے۔ کہ بس کلمہ منہ سے پڑھ دیا۔ اور یہ کافی ہے۔

میں یقیناً کہتا ہوں۔ کہ اگر انسان **کلمہ طیبہ** کی حقیقت سے واقف ہو جاوے۔ اور عملی طور پر اُس پر کاربند ہو جاوے تو بہت بڑی ترقی کر سکتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی عجیب در عجیب قدرتوں کا مشاہدہ کر سکتا ہے۔

یہ امر خوب سن لو کہ میں جو اس مقام پر کھڑا ہوں۔ میں **معمولی واعظ کی حیثیت سے نہیں کھڑا ہوں۔ اور کوئی کہانی سنانے کے لئے نہیں کھڑا ہوں۔ بلکہ میں تو ادائے شہادت کے لئے کھڑا ہوں۔ میں نے وہ پیغام جو اللہ تعالےٰ نے مجھے دیا ہے پہنچا دینا ہے**۔ اس امر کی مجھے پرواہ نہیں۔ کہ کوئی اسے سنتا ہے یا نہیں اور مانتا ہے یا نہیں مانتا۔ اس کا جواب تم خود دو گے۔ میں نے **فرض ادا کرنا ہے**۔ میں جانتا ہوں۔ بہتیرے لوگ میری جماعت میں داخل تو ہیں۔ اور وہ توحید کا اقرار بھی کرتے ہیں۔ مگر میں افسوس سے کہتا ہوں۔ کہ وہ **مانتے نہیں**۔ جو شخص اپنے بھائی کا حق مارتا ہے یا خیانت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرتا ہے۔ یا دوسری قسم کی بدیوں سے باز نہیں آتا۔ میں یقین نہیں کرتا۔ کہ وہ توحید کا ماننے والا ہے۔ کیونکہ یہ ایک ایسی نعمت ہے۔ کہ اس کو پاتے ہی انسان میں ایک **خارق عادت** تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اس میں بغض۔ کینہ۔ حسد۔ ریا وغیرہ کے بُت نہیں رہتے۔ اور خدا تعالیٰ سے اس کا قرب ہوتا ہے۔ یہ تبدیلی اسی وقت ہوتی ہے۔ اور اسی وقت وہ سچا **موحد** بنتا ہے۔ جب یہ اندرونی بُت تکبر۔ خود پسندی ریاکاری۔ کینہ و عداوت۔ حسد و بخل۔ نفاق و بدعہدی وغیرہ کے دُور ہو جاویں؛

جب تک یہ بُت اندر ہی ہیں۔ اس وقت تک لا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ کہنے میں کیونکر سچا ٹھیر سکتا ہے۔ کیونکہ اس میں تو کل کی نفی مقصود ہے۔ پس یہ پکی بات ہے۔ کہ صرف منہ سے کہدینا کہ خدا کو واحدہٗ لاشریک مانتا ہوں کوئی نفع نہیں دے سکتا ابھی منہ سے کلمہ پڑھتا ہے۔ اور ابھی کوئی امر ذرا مخالف مزاج ہُوا۔ اور غصہ اور غضب کو خدا بنا لیا۔

میں بار بار کہتا ہوں۔ کہ اس امر کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے کہ جب تک یہ مخفی معبود موجود ہوں۔ ہرگز توقع نہ کرو۔ کہ تم اس مقام کو حاصل کرو گے۔ جو ایک سچے **موحد** کو ملتا ہے۔ جیسے جب تک چوہے زمین میں ہیں۔ مت خیال کرو کہ طاعون سے محفوظ ہو۔ اسی طرح پر جب تک یہ چوہے اندر ہیں۔ اس وقت تک ایمان خطرہ میں ہے۔ جو کچھ میں کہتا ہوں۔ اس کو خوب غور سے سنو۔ اور اس پر عمل کرنے کے لئے قدم اٹھاؤ۔ میں نہیں جانتا۔ کہ اس مجمع میں جو لوگ موجود ہیں۔ آئندہ ان میں سے کون ہوگا۔ اور کون نہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ میں نے تکلیف اٹھا کر اس وقت کچھ کہنا ضروری سمجھا ہے تا میں اپنا فرض ادا کر دوں۔

اس کلمہ کے متعلق خلاصہ تقریر کا یہی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہی تمہارا **معبود** اور **محبوب** اور **مقصود** ہو۔ اور یہ مقام اسی وقت ملے گا۔ جب ہر قسم کی اندرونی بدیوں سے پاک ہو جاؤ گے۔ اور ان کو جو تمہارے دل میں ہیں نکال دو گے۔

نماز کی حقیقت

بعد اس کے سنو۔ دوسرا امر **نماز** ہے۔ جس کی پابندی کے لئے بار بار قرآن شریف میں کہا گیا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھو۔ کہ اسی قرآن مجید میں اُن **مصلیوں** پر لعنت کی ہے۔ جو نماز کی حقیقت سے ناواقف ہیں۔ اور اپنے بھائیوں سے بخل کرتے ہیں؛

اصل بات یہ ہے۔ کہ **نماز** اللہ تعالیٰ کے حضور ایک **سوال** ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی **بدیوں** اور **بدکاریوں** سے محفوظ کرے۔ انسان **درد** اور **فرقت** میں پڑا ہُوا ہے۔ اور چاہتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کا **قرب** اسے حاصل ہو۔ جس سے وہ **اطمینان** اور **سکینت** اسے ملے۔ جو **نجات** کا نتیجہ ہے۔ مگر یہ بات اپنی کسی چالاکی یا خوبی سے نہیں مل سکتی۔ جب تک خدا اسے بلا دے یہ جا نہیں سکتا۔ جب تک وہ پاک نہ کرے۔ یہ پاک نہیں ہو سکتا۔ بہتیرے لوگ اس پر گواہ ہیں۔ کہ بار بار یہ جوش طبیعتوں میں پیدا ہوتا ہے۔ کہ فلاں گناہ دُور ہو جائے۔ جس میں وہ مبتلا ہیں۔ لیکن ہزار کوشش کریں۔ وُہ دُور نہیں ہوتا۔ باوجودیکہ نفس **لوامہ** ملامت کرتا ہے۔ لیکن پھر لغزش ہو جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہُوا کہ گناہ سے پاک کرنا خدا تعالیٰ ہی کا کام ہے۔ اپنی طاقت سے کوئی نہیں ہو سکتا۔ ہاں یہ سچ ہے۔ کہ اس کے لئے سعی کرنا ضروری امر ہے۔ **غرض** وہ اندر جو گناہوں سے بھرا ہُوا ہے۔ اور جو خدا تعالیٰ کی **معرفت** اور **قرب** سے دُور جا پڑا ہے۔ اس کو پاک کرنے اور دُور سے قریب کرنے کے لئے **نماز** ہے۔ اس ذریعہ سے اُن بدیوں کو دُور کیا جاتا ہے۔ اور اس کی بجائے پاک جذبات بھر دیئے جاتے ہیں۔ یہی رہتر ہے۔ جو کہا گیا ہے۔ کہ نماز بدیوں کو دُور کرتی ہے۔ یا نماز فحشا اور منکر سے روکتی ہے۔

پھر نماز کیا ہے؟

یہ ایک دعا ہے۔ جس میں پورا **درد** اور **سوزش** ہو۔ اسی لئے اس کا نام **صلوٰۃ** ہے۔ کیونکہ **سوزش** اور **فرقت** اور **درد** سے طلب کیا جاتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ **بد ارادوں** اور **بُرے جذبات** کو اندر سے دُور کرے۔ اور **پاک محبت** اس کی جگہ اپنے فیض عام کے ماتحت پیدا کر دے؛

صلوٰۃ کا لفظ اس امر پر دلالت کرتا ہے۔ کہ نرے الفاظ اور دعا ہی کافی نہیں۔ بلکہ اس کے ساتھ ضروری ہے۔ کہ ایک سوزش رقت اور درد ساتھ ہو۔ خدا تعالیٰ کسی دعا کو نہیں سنتا۔ جب تک . . . دعا کرنے والا موت تک نہ پہنچ جائے۔ دعا مانگنا ایک مشکل امر ہے۔ اور لوگ اس کی حقیقت سے محض ناواقف ہیں۔ بہت سے لوگ مجھے خط لکھتے ہیں کہ ہم نے فلاں وقت فلاں امر کے لئے دعا کی تھی۔ مگر اس کا اثر نہ ہُوا۔ اور اس طرح پر وہ خدا تعالیٰ سے بدظنی کرتے ہیں اور مایوس ہو کر ہلاک ہو جاتے ہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ جب تک دعا کے لوازم ساتھ نہ ہوں۔ وہ دعا کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔

دعا کے لوازم میں سے یہ ہے۔ کہ دل پگھل جاوے اور **روح** پانی کی طرح حضرت احدیت کے آستانہ پر گرے۔ اور ایک کرب اور اضطراب اس میں پیدا ہو۔ اور ساتھ ہی انسان بے صبر اور جلد باز نہ ہو۔ بلکہ صبر اور استقامت کے ساتھ **دعا** میں لگا رہے پھر توقع کی جاتی ہے۔ کہ وہ **دعا** قبول ہو گی۔

نماز بڑی اعلیٰ درجہ کی دعا ہے۔ مگر افسوس لوگ اس کی قدر نہیں جانتے۔ اور اس کی حقیقت صرف اتنا ہی سمجھتے ہیں۔ کہ رسمی طور پر قیام۔ رکوع۔ سجود کر لیا۔ اور چند فقرے طوطے کی طرح رٹ لئے خواہ اسے سمجھیں یا نہ سمجھیں۔ ایک اور افسوسناک امر پیدا ہو گیا ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ پہلے ہی مسلمان نماز کی حقیقت سے ناواقف تھے اور اس پر توجہ نہیں کرتے تھے۔ اس پر بہت سے فرقے ایسے پیدا ہو گئے۔ جنہوں نے نماز کی پابندیوں کو اڑا کر اس کی جگہ چند **وظیفے** اور ورد کرا دیئے گئے۔ کوئی نوشاہی ہے۔ کوئی چشتی ہے۔ کوئی کچھ ہے کوئی کچھ۔ یہ لوگ اندرونی طور پر اسلام اور احکام الٰہی پر حملہ کرتے ہیں۔ اور شریعت کی پابندیوں کو توڑ کر ایک نئی شریعت قائم کرتے ہیں سو یقیناً یاد رکھو۔ کہ میں اور ہر ایک طالب حق کو نماز ایسی نعمت کے ہوتے ہوئے کسی اور **بدعت** کی ضرورت نہیں۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی تکلیف یا ابتلاء کو دیکھتے تو فوراً نماز میں کھڑے ہو جاتے تھے۔ اور ہمارا اپنا اُن راستبازوں کا جو پہلے ہو گذرے ہیں۔ ان سب کا تجربہ ہے۔ کہ

نماز سے بڑھ کر خدا کی طرف لے جانے والی کوئی چیز نہیں۔

جب انسان **قیام** کرتا ہے۔ تو وہ ایک ادب کا طریق اختیار کرتا ہے ایک غلام جب اپنے آقا کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔ تو وہ ہمیشہ دست بستہ کھڑا ہوتا ہے۔ پھر **رکوع** بھی ادب ہے۔ جو قیام سے بڑھکر ہے۔ اور **سجدہ** ادب کا انتہائی مقام ہے جب انسان اپنے آپ کو فنا کی حالت میں ڈال دیتا ہے۔ اس وقت سجدہ میں گر پڑتا ہے۔ افسوس ان نادانوں اور دنیا پرستوں پر جو **نماز کی ترمیم** کرنا چاہتے ہیں۔ اور **رکوع سجود** پر اعتراض کرتے ہیں۔ یہ تو کمال درجہ کی خوبی کی باتیں ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جب تک انسان اس عالم سے حصہ نہ رکھتا ہو۔ جہاں سے نماز آئی ہے۔ نماز ایسی چیز ہے۔ جو جامع **حسنات** ہے۔ اور دافع **سیئات** ہے۔ میں نے پہلے بھی کئی مرتبہ بیان کیا ہے کہ نماز کے جو پانچ وقت مقرر کئے ہیں۔ اس میں ایک حقیقت اور حکمت ہے۔ نماز اس لئے ہے۔ کہ جس عذاب شدید میں پڑنے والا مبتلا ہے وہ اس سے نجات پا لیوے۔ اوقات نماز کے لئے لکھا ہے۔ کہ وہ **زوال** کے وقت سے شروع ہوتی ہے۔ یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے۔ کہ جب انسان غنی ہوتا ہے۔ تو وہ **طاغی** ہو جاتا ہے۔ اور حدود اللہ سے نکل جاتا ہے۔

لیکن جب اس کو کوئی دکھ اور درد پہنچے۔ تو پھر یہ فطرتاً دوسرے کی مدد چاہتا ہے۔ اور اس کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ پس جب اس پر ابتدائے **مصیبت** ہو تو اسی وقت سے گویا نماز شروع ہو جاتی ہے۔ مثلاً ایک شخص پر غیر متوقع گورنمنٹ کی طرف سے وارنٹ گرفتاری جاری ہو گیا۔ کہ فلاں امر کے متعلق تم اپنا جواب دو۔ یہ پہلا مرحلہ ہے جو مصیبت کا آغاز ہو۔ اور اس کے امن و سکون میں **زوال** شروع ہو گیا۔ یہ وقت **ظہر** کی نماز سے مشابہ ہے۔ پھر بعد اس کے جب عدالت میں حاضر ہوا۔ اور بیانات ہونے کے بعد اس پر فرد قرارداد جرم لگ گئی۔ اور شہادت گذر گئی۔ تو اس کی مصیبت اور کرب پہلے سے زیادہ بڑھ گیا۔ یہ گویا **عصر** کا وقت ہے۔ کیونکہ **عصر** کی نماز کا وہ وقت ہے۔ جب سورج کی روشنی بہت ہی کم ہو جاوے۔ یہ عصر کا وقت اس پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ اس کی عزت و توقیر بہت گھٹ گئی۔ اور اب وہ **مجرم** قرار پا گیا۔ اس کے بعد **مغرب** کا وقت آتا ہے۔ یہ وہ وقت ہے۔ جب آفتاب غروب ہو جاتا ہے۔ اور یہ اس وقت سے مشابہ ہے۔ جب حاکم نے اپنا آخری حکم اس کے لئے سنا دیا اور **عشاء** کا وقت اس سے مشابہ ہے۔ کہ جب وہ جیل میں چلا جاوے۔ اور پھر **فجر** کا وقت وہ ہے۔ جب اس کی رہائی ہو جاوے۔ ان حالات کے ماتحت ایسے انسان کا درد و سوزش ہر آن بڑھتی جاویگی۔ یہاں تک کہ آخر اس کی سوزش و اضطراب اس کے لئے وہ وقت لے آوے۔ کہ وہ نجات پا جاوے؛

اور یہ جو پہلے میں نے بیان کیا ہے۔ قیام۔ رکوع اور سجود کے متعلق اس میں انسانی **تضرع** کی ہیئت کا نقشہ دکھایا گیا ہے پہلے قیام کرتا ہے۔ جب اس پر ترقی کرتا ہے تو پھر رکوع کرتا ہے اور جب بالکل فنا ہو جاتا ہے۔ تو پھر سجدہ میں گر پڑتا ہے۔

میں جو کچھ کہتا ہوں صرف تقلید اور رسم کے طور پر نہیں بلکہ اپنے **تجربہ** سے کہتا ہوں۔ بلکہ ہر کوئی اس کو اس طرح پر پڑھکر اور آزما کر دیکھ لے۔

اس نسخہ کو ہمیشہ یاد رکھو۔ اور اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ کہ جب کوئی دکھ یا مصیبت پیش آوے تو فوراً نماز میں کھڑے ہو جاؤ۔ اور جو مصائب اور مشکلات ہوں۔ ان کو کھول کھول کر اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرو۔ کیونکہ **یقیناً خدا** ہے۔ اور وہی ہے جو ہر قسم کی مشکلات اور مصائب سے انسان کو نکالتا ہے۔ وہ پکارنے والے کی پکار کو سنتا ہے۔ اس کے سوا کوئی نہیں۔ جو مددگار ہو سکے۔ بہت ہی ناقص ہیں وہ لوگ کہ جب اُن کو مشکلات پیش آتے ہیں۔ تو وکیل **طبیب** یا اور لوگوں کی طرف تو رجوع کرتے ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کا خانہ بالکل خالی چھوڑ دیتے ہیں۔

مومن وہ ہے جو سب سے اوّل خدا تعالیٰ کی طرف دوڑے۔

یہ امر بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ نہ ہو۔ اور رجوع نہ کرو۔ تو اس کی ذات میں کوئی نقص پیدا نہیں ہو سکتا۔ اور وہ تمہاری کچھ بھی پرواہ نہیں رکھتا۔ جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے۔

قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ

یعنی ان کو کہدو۔ میرا رب تمہاری پرواہ کیا رکھتا ہے۔ اگر تم سچے دل سے اس کی عبادت نہ کرو۔ جیسے کہ وہ رحیم و کریم ہے۔ ویسا ہی وہ غنی اور بے نیاز بھی ہے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ طاعون نے کیا کیا۔ اور زلزلوں نے کیا دکھایا۔ گھروں کے گھر اور شہروں کے شہر تباہ ہو گئے۔ اور لاکھوں ہزاروں خاندان ہمیشہ کے لئے مٹ گئے۔ مگر اللہ تعالیٰ کو اس کی کیا پرواہ باوجود اس کے کہ وہ بہت ہی رحم کرنے والا ہے۔ مگر بے نیاز بھی ہے۔ نوحؑ کے وقت لوطؑ کے وقت۔ موسیٰؑ کے وقت کیا ہُوا۔ کیا جب قومیں اور بستیاں اس وقت ہلاک ہوئیں وہ انسان نہ تھے۔ وہ بھی انسان تھے اور تم بھی انسان ہو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لیکن جب اس نے دیکھا۔ کہ وہ باز نہیں آتے۔ اور حق کا انکار کرتے ہیں۔ تو آخر خدا تعالیٰ کا قہر نازل ہوا۔ اور آن کی آن میں انہیں مٹا دیا۔

مگر یاد رکھو۔ اور خوب یاد رکھو۔ صرف اتنی بات کہ ہم نے مان لیا ہے۔ کافی نہیں ہے۔ خدا تعالےٰ مجرد اقرار نہیں کرتا۔ وہ چاہتا ہے۔ کہ جو اقرار تم نے کیا ہے۔ اسے کر کے دکھا دو۔ بعض لوگ اعتراض کر دیتے ہیں۔ کہ فلاں شخص بیعت میں داخل تھا۔ پھر وہ طاعون سے کیوں مر گیا۔ میں کہتا ہوں۔ میں اس کا ذمہ وار ہوں۔ کہ وہ کیوں مر گیا۔ اپنے اندر کے طاعون سے مر گیا۔ اللہ تعالیٰ ہرگز ہرگز **ظالم نہیں ہے۔ وہ اپنے سچے بندوں کو محفوظ رکھتا ہے۔ اور ان میں اور ان کے غیروں میں فرق رکھ دیتا ہے۔**

مجھے اُن لوگوں پر بہت ہی تعجب آتا ہے۔ کہ جب اُن پر کوئی مصیبت آتی ہے۔ تو کہہ دیتے ہیں۔ کہ ہم نے بیعت کی ہوئی تھی۔ ہم پر یہ مصیبت کیوں آئی۔ وہ نادان نہیں جانتے کہ خدا تعالےٰ نے اُن پر ظلم نہیں کیا۔ نری بیعت اور زبانی اقرار کیا کر سکتا ہے۔ جب تک دل صاف نہ ہو۔ اور اللہ تعالےٰ سے سچا پیوند قائم نہ ہو۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالےٰ نے نوح علیہ السّلام سے وہ وعدہ کیا تھا۔ کہ میں تیرے اہل کو بچا لوں گا۔ جب ان کا بیٹا ہلاک ہونے لگا۔ تو نوح علیہ السّلام نے دعا کی۔ اور اس امر کو پیش کیا خدا تعالےٰ نے اس کا کیا جواب دیا۔ یہی کہ **تو جاہل مت بن**۔ وہ تیرے اہل میں سے نہیں ہے۔ کیونکہ اس کے اعمال صالح نہیں ہیں۔ گویا وہ چھپا ہوا مرتد تھا کہ جب انہیں اپنے ایسے بیٹے کے لئے دعا کرنے پر یہ جواب ملا۔ تو اور کون ہو سکتا ہے۔ جو خدا تعالےٰ سے تو سچا تعلق پیدا نہیں کرتا۔ اور اپنے اعمال اور حال میں اصلاح نہیں کرتا۔ اور چاہتا ہے۔ کہ اس کے ساتھ وہ معاملہ ہو۔ جو اس کے مخلص اور وفادار بندوں سے ہوتا ہے۔ یہ سخت نادانی اور غلطی ہے۔

مقام خوف

اللھم احفظنا من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا۔ میں جانتا ہوں۔ بہت سے لوگ ہیں۔ جو چھپے ہوئے مرتد ہیں۔ بہت سے ایسے ہیں۔ جو باوجود اس کے کہ وہ **بیعت** میں داخل ہیں۔ اور پھر مجھے خط لکھتے ہیں۔ کہ فلاں شخص نے مجھے کہا۔ کہ جب تک تیرے گھر بیٹا نہ ہو۔ وہ کیونکر سچا ہو سکتا ہے۔ یہ نادان اتنا نہیں جانتے۔ **کہ کیا خدا نے مجھے اسلئے بھیجا ہے۔ کہ میں لوگوں کو بیٹے دوں**۔ کسی کے گھر بیٹا ہو۔ مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں۔ اور نہ میں اس لئے بھیجا گیا ہوں۔ **میں تو اس لئے آیا ہوں کہ تا لوگوں کے ایمان درست ہوں**۔ پس جو لوگ چاہتے ہیں۔ کہ ان کے ایمان درست ہوں۔ اور خدا تعالےٰ سے ان کا سچا تعلق پیدا ہو۔ ان کو میرے ساتھ تعلق رکھنا چاہیئے۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالےٰ تو فرماتا ہے

انما اموالکم و اولادکم فتنۃ

جو لوگ ایسے خطوط لکھتے ہیں۔ یا اپنے دل میں ایسے خیالات رکھتے ہیں۔ وہ یاد رکھیں اور خوب یاد رکھیں۔ کہ وہ **مجھ پر نہیں خدا تعالےٰ پر اعتراض کرتے ہیں۔ یقیناً سمجھو کہ میرے پیچھے آنا ہے اور سچے مسلمان بننا ہے۔ تو پہلے بیٹوں کو مار لو۔**

بابا فرید کا مقولہ بہت سچی ہے۔ کہ جب کوئی بیٹا مر جاتا تو لوگوں سے کہتے کہ ایک کتورا (یعنی کُتّی کا بچہ مر گیا ہے)۔ اس کو دفن کر دو۔

پس کوئی شخص اللہ تعالےٰ کے ساتھ سچا تعلق پیدا نہیں کر سکتا۔ جب تک باوجود اولاد کے بے اولاد نہ ہو۔ اور باوجود مال کے دل میں مفلس و محتاج نہ ہو۔ اور باوجود دوستوں کے بے یار و مددگار نہ ہو۔

یہ ایک مشکل مقام ہے۔ جو انسان کو حاصل کرنا چاہیئے اسی مقام پر پہنچ کر وہ سچا خدا پرست بنتا ہے۔ یہ جو قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ کہ میں شرک نہیں بخشوں گا۔ اس کا مفہوم نادانوں نے اتنا ہی سمجھ لیا ہے۔ کہ اس سے بُت پرستی مراد ہے۔ نہیں اتنی ہی بات نہیں۔ بلکہ اس سے وہ سب محبوب مراد ہیں۔ جو انسان اپنے لئے بنا لیتا ہے۔ ایسے لوگ دیکھے گئے ہیں کہ جب انہیں ذرا بھی تکلیف اور مصیبت پہنچے یا کوئی اولاد مر جاوے تو وہ فوراً خدا تعالےٰ سے تعلق توڑ بیٹھتے ہیں۔ اور شکوہ اور شکایت کرنے لگتے ہیں۔ یہ سخت مشرک اور اپنی جان پر ظلم کرنے والے ہیں۔ تم ایسے مت بنو۔ اور اس قسم کے خیالات کو دل سے نکال دو۔ اور اس کی ترکیب یہی ہے۔ کہ نہایت خشوع اور خضوع کے ساتھ اپنی نمازوں میں دعائیں کرو۔ اور اس کی توفیق چاہو۔

میں کھول کر کہتا ہوں۔ کہ کوئی شخص میری بیعت اس لئے کرتا ہے۔ کہ اُسے بیٹا ملے۔ یا فلاں عہدہ ملے یعنی شرطی باتوں پر بیعت کرتا ہے۔ تو وہ آج نہیں کل نہیں ابھی الگ ہو جاوے۔ اور چلا جاوے۔ مجھے ایسے آدمیوں کی ضرورت نہیں۔ اور نہ خدا کو ان کی پرواہ ہے۔

یقیناً سمجھو اس دنیا کے بعد ایک اور جہان ہے۔ جو کبھی ختم نہ ہو گا۔ اس کے لئے تمہیں اپنے آپ کو تیار کرنا چاہیئے یہ دنیا اور اس کی شوکتیں یہاں ہی ختم ہو جاتی ہیں۔ مگر اس کی نعمتوں اور خوشیوں کا کبھی انتہا نہیں ہے۔

میں سچ کہتا ہوں کہ جو شخص ان سب باتوں سے الگ ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف آتا ہے۔ وہی **مومن** ہے۔ اور جب ایک شخص خدا کا ہو جاتا ہے۔ تو پھر یہ **کبھی نہیں ہو سکتا۔ کہ خدا تعالےٰ اسے چھوڑ دے**۔ یہ مت سمجھو کہ خدا ظالم ہے۔ جو شخص خدا تعالےٰ کے لئے کچھ کھوتا ہے۔ وہ اس سے کہیں زیادہ پا لیتا ہے۔ اگر تم خدا تعالےٰ کی رضا کو مقدم کر لو۔ اور اولاد کی خواہش نہ کرو۔ تو یقیناً اور ضروری سمجھو کہ اولاد مل جاوے گی۔

اور اگر مال کی خواہش نہ ہو تو وہ ضرور دے دے گا۔ تم دو کوششیں مت کرو۔ کیونکہ ایک وقت دو کوششیں نہیں ہو سکتی ہیں۔ ایک ہی کوشش کرو۔ جس سے سب کچھ مل جاوے اور وہ یہ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کو پانے کی سعی کرو۔

میں پھر کہتا ہوں۔ کہ **اسلام کی اصل جڑ توحید** ہے۔ یعنی خدا تعالےٰ کے سوا کوئی چیز انسان کے اندر نہ ہو۔ اور خدا اور اس کے رسولوں پر **طعن** کرنے والے نہ ہو۔ خواہ کوئی دکھ یا مصیبت اس پر اُتر آئے۔ کوئی دکھ یا تکلیف یہ اُٹھائے مگر اس کے منہ سے شکایت نہ نکلے۔

بلا جو انسان پر آتی ہے۔ وہ اس کے نفس کی وجہ سے آتی ہے۔ خدا تعالیٰ ظلم نہیں کرتا۔ ہاں کبھی کبھی صادقوں پر بھی بلا آتی ہے۔ مگر دوسرے لوگ اسے بلا سمجھتے ہیں۔ در حقیقت وہ بلا نہیں ہوتی۔ وہ **ایلام برنگ انعام** ہوتا ہے۔ اس سے خدا تعالےٰ کے ساتھ ان کا تعلق بڑھتا ہے اور ان کا مقام بلند ہوتا ہے۔ اس کو دوسرے لوگ سمجھ ہی نہیں سکتے۔ لیکن جن لوگوں کا خدا تعالیٰ سے تعلق نہیں ہوتا۔ اور ان کی شامتِ اعمال ان پر کوئی بلا لاتی ہے۔ تو وہ اور بھی گمراہ ہوتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کے لئے فرمایا ہے

فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضاً۔ پس ہمیشہ ڈرتے رہو۔ اور خدا تعالےٰ سے اس کا فضل طلب کرو۔ تا ایسا نہ ہو کہ تم خدا سے قطع تعلق کرنے والوں میں ہو جاؤ۔ جو شخص خدا تعالےٰ کے قائم کردہ جماعت میں داخل ہوتا ہے وہ خدا تعالیٰ پر **احسان** نہیں کرتا۔ بلکہ یہ اللہ تعالےٰ کا فضل اور احسان ہے۔ کہ اس نے اس کو ایسی توفیق عطا کی۔ وہ اس بات پر قادر ہے۔ کہ ایک قوم کو فنا کر کے دوسری پیدا کرے۔ یہ زمانہ لوط اور نوح کے زمانہ سے ملتا ہے۔ بجائے اس کے کہ کوئی شدید عذاب آتا۔ اور دنیا کا خاتمہ کر دیتا۔ اللہ **تعالےٰ نے اپنے فضل اور رحم سے اصلاح چاہی ہے۔ اور اس سلسلہ کو قائم کیا ہے۔**

یہ بھی مت سمجھو کہ ہم خود ہی بدیوں سے باز آ سکتے تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے عیسائی اور یہودی موجود تھے۔ اور توریت اور انجیل بھی موجود تھی۔ پھر تم خود ہی بتاؤ کہ کیا وہ لوگ فسق و فجور اور ہر قسم کے جرائم اور معاصی سے باز آ گئے تھے۔ نہیں بلکہ باوجود ان کتابوں کے موجود ہونے کے بھی وہ حدود اللہ سے نکل گئے تھے۔ **سنۃ اللہ** یہی ہے کہ زمین جب فسق و فجور سے بھر جاتی ہے۔ تو اس کے روکنے والی قوت آسمان سے آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایک شخص کو بھیج دیتا ہے۔ جس کے ذریعے لوگوں کو توبہ کی توفیق ملتی ہے۔ جو یہودی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت موجود تھے۔ وہ بندر سے ویسے ہی رہے تھے۔ لیکن جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت میں داخل ہو گئے۔ وہ فرشتے بن گئے۔ اگر انسان خود ہی کر سکتا۔ تو بگڑتا ہی کیوں اور **نبیوں** کی ضرورت ہی کیا تھی۔ خدا تعالےٰ کے مُرسل اسی غرض کے لئے تو آیا کرتے ہیں۔ اور ضرور آتے ہیں۔ ہاں **سنۃ اللہ** اسی طرح جاری ہے۔ کہ جب خزاں کا وقت آتا ہے۔ تو درختوں کے پتے گر جاتے ہیں۔ نہ پھل ہوتا ہے نہ پھول نہ خوشبو۔ بلکہ خوشبو کی جگہ بدبو ہوتی ہے۔ اور خوبصورتی کی بجائے بدصورتی ہوتی ہے۔ لیکن **پھر یکدفعہ** جب بہار کا موسم آتا ہے۔ تو پھر تدریجی طور پر **سب کچھ** کمال ہو جاتا ہے۔ یہی سلسلہ **روحانی عالم** میں ہے۔ جب دیکھو کہ ایمان اور اعمالِ صالحہ میں خزاں کا دَور شروع ہے۔ اور ہر طرف پھل پھول اور پتے تک گر رہے ہیں۔ تب سمجھو کہ بہار آ گئی۔ انبیاء علیہم السّلام کا وقت بہار سے **مشابہ** ہے۔ میں نے سب کتابیں دیکھی ہیں۔ توریت اور انجیل کو خوب پڑھا ہے۔ مگر میں سچ کہتا ہوں۔ کہ جو **ثبوت** قرآن مجید نے دیا ہے۔ ہرگز ہرگز کسی دوسری کتاب نے نہیں دیا۔

اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں جس قدر قصے شریروں اور بدکاروں کے بیان کئے ہیں۔ ساتھ ہی بیان کیا۔ کہ یہ اس وقت موجود ہیں۔ اس سے غرض کیا تھی۔ اصل غرض یہ ظاہر کرنا مقصود تھا۔ جب ایک یا دو قسم کی بدیوں کے دُور کرنے کے لئے رسولوں کا آنا ضروری تھا۔ پھر جہاں اس قدر بدیاں پھیل رہی ہوں۔ اور تمام شرارتیں جمع ہو گئی ہوں۔ وہاں کیوں ضروری نہیں۔ اس لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی **بعثت** حق ضروری تھی۔ اور عین ضرورت کے وقت تھی۔ یہ ان لوگوں پر **حجت** ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے ہیں۔ وہ سوچیں۔ کہ جو بد اعمالیاں کبھی کسی زمانہ میں پیدا ہوئیں اور ان کے لئے رسول آیا۔ پھر جب اُن کا مجموعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہو گیا۔ یہاں تک کہ کہنا پڑا۔ کہ بحر و بر میں فساد پیدا ہو گیا۔ اس زمانہ میں ایسی ہوا چلی ہوئی تھی۔ کہ سب بگڑ گئے تھے۔ آریہ ورت کے لئے پنڈت دیا نند نے

تحریک جدید کے قومی سرمایہ سے جاری شدہ

ویدک یونانی دواخانہ قادیان کی مستند اور مجرب ادویات

(میں)

عظیم الشان رعایت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ویدک یونانی دواخانہ **تحریک جدید** کے قومی سرمایہ سے قایم ہے۔ ان تمام احباب کے فائدے کے لئے جو **تحریک جدید** سے محبت رکھتے ہیں۔ ہم نے **پہلی بار** سالانہ جلسہ کی مبارک تقریب پر اس دواخانہ کی **زود اثر** اور **سریع التاثیر** ادویات کی قیمت میں حیرت انگیز کمی کر دی ہے۔ تاکہ یہ ادویات ہر گھر تک باسانی پہنچ سکیں۔ اور لوگوں کو اس کی سریع التاثیری کا علم ہو سکے۔ یہ رعایت یکم دسمبر ۱۹۴۰ء مطابق یکم فتح ۱۳۱۹ھ ش سے لے کر ۳۱ دسمبر ۱۹۴۰ء مطابق ۳۱ فتح ۱۳۱۹ھ ش تک رہیگی۔ اس عرصہ میں ہر دوائی قیمت میں ¼ یعنی

پچیس فیصدی رعایت ہوگی،

امید ہے۔ کہ کوئی گھر اور خاندان اس موقع سے فائدہ اٹھانے سے خالی نہیں رہے گا۔

اہم نوٹ

اگر آپ خدانخواستہ کسی وجہ سے سالانہ جلسہ پر نہ پہنچ سکیں۔ تو ۳۱ دسمبر ۱۹۴۰ء تک ڈاکخانہ میں پوسٹ ہونے والے آرڈروں کی تعمیل ۲۵ فیصدی رعایت کے ساتھ کر دی جائے گی۔

دواخانہ کے قیمتی تحائف کی مختصر فہرست

لبوب کبیر

یہ لبوب طب یونانی کے مایہ ناز مرکبات میں سے ہے۔ اعلیٰ درجہ کا مقوی باہ ہے۔ اعصاب کو طاقت بخشتا ہے گردوں کو مضبوط کرتا، خون بکثرت پیدا کرتا اور بدن کو فربہ بناتا ہے۔ یہ لبوب دماغی کام کرنے والوں کے لئے تقویت دماغ کی ایک لاثانی دوا ہے۔ نیز ضعف باہ کے مریضوں کے لئے ایک بے نظیر تحفہ ہے۔ اور ضعیف العمر حضرات کی عصبی شکایات دور کرنے میں یقیناً **اعصائے پیری** ہے الغرض قابل قدر اور **مشک عنبر، زعفران، ورق طلاء** وغیرہ کی قسم کے قیمتی اجزاء کا خاص اہتمام سے تیار کیا ہوا مرکب ہے۔ ہر عمر کے دوست استعمال کر سکتے ہیں۔

اصلی قیمت (دس تولہ) دو روپے آٹھ آنے۔

رعایتی قیمت ایک روپیہ چودہ آنے

حب جواہرات عنبری

یہ گولیاں معدہ دل۔ دماغ۔ جگر گردوں کی اصلاح اور طاقت نیز عام جسمانی کمزوری کے لئے کرشمہ تاثیر ہیں۔ ان کا چند روزہ استعمال طبیعت میں انقلاب۔ صورت میں تبدیلی۔ جسم میں قوت اور خون میں جولانی پیدا کر دے گا۔ کھوئی ہوئی طاقت دوبارہ حاصل ہوگی۔ اور تمام اعضاء رئیسہ میں حیرت انگیز قوت آجائے گی۔ اور آپ نوجوان بن کر زندگی کا لطف اٹھا سکیں گے۔ **حب جواہرات عنبری** ہر شاناک سے افضل ہے۔ کیونکہ دیرپا اور مستقل اثر رکھتی ہے۔ عورت و مردوں کے لئے مفید ہے۔ اعضاء رئیسہ کو تقویت دیکر اور ہر طرح کی کمزوری کو دور کر کے نئی زندگی بخشتی ہے۔

اصل قیمت (چالیس گولی) پانچ روپے

رعایتی قیمت تین روپے بارہ آنے۔

مقوی کبیر

معمر اور سن رسیدہ لوگوں کے لئے خوشخبری

یہ دوا صرف **ضعیف العمر** اور کھوئی ہوئی طاقتوں والے حضرات کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہے۔ سست اور بیکار اعصاب میں برقی رَو کی طرح اثر کرتی ہے۔ بیش قیمت اور نادر ادویہ سے مرکب ہے۔ اس کا چند روزہ استعمال انسان کو حیرت میں ڈال دیتا ہے۔ بلغمی مزاج والوں کے لئے **خصوصیت** سے مفید ہے۔ اس سے گردوں کو حرارت اور قوت پہنچتی ہے۔ مادہ تولید بکثرت پیدا ہوتا ہے۔

اصلی قیمت (چالیس خوراک) چار روپے۔

رعایتی قیمت تین روپے۔

قرص ذکاوت

یہ ٹکیاں مرض جریان جیسی خطرناک بیماری کے لئے نہایت مفید ہیں۔ اس مہلک مرض میں جوہر حیات خود بخود فنا ہوتا رہتا ہے۔ اور اس مرض کے عوارضات مثلاً کمر درد۔ سر میں چکر۔ اعضاء میں کاہلی۔ حافظہ کی کمزوری اور ہضم کے نقائص بتدریج خطرناک نتائج کا باعث ہوتے ہیں۔ اس لئے اگر آپ جریان اور احتلام جیسے موذی امراض کا شکار ہیں۔ تو جس قدر جلد ممکن ہو سکے۔ ہمارے قرص ذکاوت استعمال فرمادیں۔ مذکورہ بالا تمام شکایات اس سے بہت جلد دور ہو جائیں گی۔

اصل قیمت فی شیشی دو روپے۔

رعایتی قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ۔

زود جام عشق

ہمارے دواخانہ میں یہ مشہور و معروف نسخہ نہایت احتیاط سے تیار کیا جاتا ہے۔ تمام اجزاء نہایت عمدہ اور خالص ڈالے جاتے ہیں۔ ایک دفعہ تجربہ شرط ہے۔ یہ گولیاں خصوصیت سے تقویت باہ یعنی مردانہ طاقت کے لئے بے نظیر ہیں۔ نہایت درجہ مقوی ہونے کے علاوہ قوت امساک کو بھی بڑھاتی ہیں۔ نہ صرف بڑھاپے میں بلکہ جوانی میں بھی حد درجہ مفید ثابت ہوئی ہیں۔

اصل قیمت (چالیس گولی) پانچ روپے

رعایتی قیمت تین روپے بارہ آنے۔

طلاء شاہی

پوشیدہ نقائص کی اصلاح کے لئے اس کے نتائج بہت ہی کامیاب ثابت ہوئے ہیں۔ تجربہ شرط ہے۔

اصل قیمت (۴ ماشہ) دو روپے آٹھ آنے۔

رعایتی قیمت ایک روپیہ چودہ آنے۔

تریاق ماہواری

اگر ایام ماہواری وقت پر نہیں ہوتے یا کم مقدار میں اور تکلیف سے ہوتے ہیں۔ دل گھبراتا ہے۔ ہاتھ اور پاؤں سے آگ نکلتی ہے۔ قبض کی شکایت اور ہر وقت پڑے رہنے کو طبیعت چاہتی ہے۔ کمر۔ پیڑو۔ اور پنڈلیوں میں اینٹھن رہتی ہے۔ کسی کام میں دل نہیں لگتا۔ غرضیکہ ان جملہ عوارضات میں تریاق ماہواری اکسیری و حکمی دوا ہے۔ اس کے خواص کا مقابلہ طب جدید کی کوئی دوا نہیں کر سکتی۔ اس سے ایام ماہواری بافراغت اور وقت پر ہونے لگتے ہیں۔

اصل قیمت (۳۲ خوراک) ایک روپیہ چار آنے

رعایتی قیمت پندرہ آنے۔

(آگے دیکھو صفحہ ۱۱ پر)

اکسیر سیلان

یہ دوا مستورات کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہے۔ سیلان الرحم اور ایام ماہواری کی کثرت کو دُور کرنے میں نہایت ہی فائدہ مند ثابت ہُوئی ہے۔ یہ امراض اس دوا سے بہت جلد دُور ہو جاتے ہیں۔ اور رحم کی کمزوری باقی نہیں رہتی۔

اصل قیمت چلہ (چالیس خوراک) عہر ایک روپیہ چار آنے
رعایتی قیمت پندرہ آنے ؞

روغن نسواں

یہ روغن رحم کی تمام خرابیوں کی اصلاح کرتا ہے۔ سیلان الرحم۔ کمی حیض۔ حیض کا تکلیف سے آنا ورم رحم۔ اختناق الرحم۔ وغیرہ سب حالتوں میں زیادتی ماہواری اور اکسیر سیلان کے ساتھ استعمال کرنے میں بہت مفید ثابت ہُوا ہے۔ خوبی یہ ہے۔ کہ دائی کی بھی ضرورت نہیں۔ روئی کا ٹکڑا اس میں تر کر کے خود ہی اندازے سے رکھ لیا جاتا ہے۔ اور دوا خود بخود پھیل کر اپنا کام کر لیتی ہے۔

اصل قیمت (پانچ تولہ) ایک روپیہ عہ ر؛
رعایتی قیمت بارہ آنے۔

می کو

یہ دوا جگر اور تلی کی تمام بیماریوں کے لئے مخصوص ہے۔ ضعف ہضم۔ دائمی قبض۔ بھوک کی کمی۔ نفخ شکم۔ وغیرہ کی قسم کی جملہ شکایات اس دوا کے استعمال سے رفع ہو جاتی ہیں۔ جن بچوں کا جگر یا تلی بڑی ہُوئی ہو۔ ان کے لئے یہ دوا بہت ہی مفید ثابت ہوئی ہے۔

اصل قیمت ایک روپیہ
رعایتی قیمت بارہ آنے ؞

شربت فولاد

یہ شربت بھوک لگاتا۔ غذا کو ہضم کرتا اور خون کی پیدائش کو بڑھاتا ہے۔ بخاروں اور دیگر بیماریوں کے مابعد کمزوری اور کمی خون کی حالت میں اس کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔ اس سے کریات حمراء (R.B.C) کی پیدائش غیر معمولی طور پر زیادہ ہوتی ہے۔ غرضکہ خون بڑھانے کیلئے ایک نایاب تحفہ ہے۔

اصل قیمت ایک روپیہ
رعایتی قیمت بارہ آنے

گرائپ جوس

بچے عموماً مختلف قسم کی شکایات مثلاً بدہضمی۔ قبض یا دست یا پیاس نیز آشوب چشم وغیرہ میں مبتلا رہتے ہیں۔ اور دن بدن دبلے اور کمزور ہوتے جاتے ہیں۔ جگر معدہ اور تلی ٹھیک طور پر کام نہیں کرتے۔ ان تمام حالات میں گرائپ جوس بچوں کے لئے بہت مفید ہے۔ چند خوراکوں میں ہی نمایاں فائدہ ہوتا ہے۔ بچوں کے دانت نکلنے کے زمانہ میں اس کا استعمال غیر معمولی طور پر مفید ثابت ہُوا ہے۔　اصل قیمت دس آنے　رعایتی قیمت سات آنے ؞

سنون پائیوریا

یہ منجن دانتوں سے خون اور پیپ آنے کی شکایت کو دُور کرنے کے لئے علاوہ انہیں موتیوں کی طرح صاف چمکدار اور خوشنما بناتا ہے۔ منہ سے بدبو آنے یعنی گندہ دہنی میں بہترین فائدہ کرتا ہے۔ عام بازاری منجنوں سے اس لئے بھی ممتاز ہے کہ اس میں کسی قسم کے مضر اجزاء نہیں۔ بھروسہ اور اعتماد کی چیز ہے۔　اصلی قیمت آٹھ آنے　رعایتی قیمت چھ آنے ؞

سرمہ بے نظیر کی پانچ سو شیشیاں مفت

سرمہ بے نظیر کی دیگر سرموں پر افضلیت ثابت کرنے کے لئے ویدک یونانی دواخانہ کی کوئی بھی دوائی خواہ کسی قیمت کی ہی کیوں نہ ہو۔ کے خریدار کو ایک شیشی سرمہ بے نظیر کی مفت بطور نمونہ پیش کی جائیگی۔ غرباء اور مستحق حضرات کے لئے یہ شرط بھی نہیں) یہ سرمہ کم از کم ایک ماہ کی مسلسل محنت سے تیار ہوتا ہے۔ اور اس کے باقاعدہ استعمال سے آنکھیں انشاء اللہ ہمیشہ تندرست رہیں گی۔ یہ سرمہ تمام امراض چشم کے لئے مفید ہے۔ خصوصاً ککروں کے لئے نایاب تحفہ ہے۔ تجربہ کر کے دیکھئے۔　اصل قیمت دو روپے تولہ　رعایتی قیمت ڈیڑھ روپیہ تولہ ؞

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تازہ ترین سرٹیفکیٹ

جناب میاں محمد شریف صاحب ای اے سی پنشنر تحریر فرماتے ہیں

میں نے ویدک یونانی دواخانہ کی ادویات کو اکثر استعمال کیا ہے۔ اسلئے میں اپنے تجربہ کی بناء پر نہایت وثوق سے اس امر کی تصدیق کرتا ہوں۔ کہ دواخانہ میں نہایت توجہ اور محنت سے تیار کی جاتی ہیں۔ اور ان کے اجزاء بالکل درست اور صحیح نہایت احتیاط سے شامل کئے جاتے ہیں۔ جن پر ایک لائق طبیب کی نگرانی ہوتی ہے۔ جسکی وجہ سے ادویات سریع التاثیر اور نفع مند ثابت ہوتی ہیں۔ خاص طور پر میں نے دواخانہ کی تیار کردہ لبوب کبیر اور حب جواہرات عنبری اور جوارش جالینوس کو استعمال کیا ہے۔ میں نہایت خوشی سے اس امر کا اعتراف کرتا ہوں کہ یہ ادویات بہت ہی مفید اور زود اثر ثابت ہُوئی ہیں۔ اپنے دوستوں اور احباب کو مشورہ دیتا ہوں۔ کہ وہ ان ادویات کو استعمال کر کے فائدہ اٹھائیں۔ فقط مورخہ ۲۹ نومبر ۱۹۴۰ء

خاکسار:۔ محمد شریف ای اے سی پنشنر سکنہ حال قادیان

طبّی مشورہ کرنے والوں کے لئے ضروری اعلان

بعض دوست ایام جلسہ سالانہ میں اپنے مخصوص و مزمن امراض کے متعلق تفصیلی حالات بتا کر (جن کا بیان کرنا اکثر حالات میں واقعی ضروری ہوتا ہے) تشخیص و علاج کے خواہشمند ہوتے ہیں۔ ایسے ضرورت مند احباب کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے۔ کہ وقت کی قلت اور کام کی زیادتی کے باعث ان ایام میں پوری توجہ نہیں ہو سکتی۔ علاوہ ازیں اس وقت ان کے مناسب حال دوا کا تیار کرانا بھی مشکل ہوتا ہے۔ اس لئے بہت بہتر ہوگا۔ کہ دوست قبل ازیں اپنے حالات سے آگاہ فرما دیں۔ تا صحیح معنوں میں ان کی خدمت ہو سکے۔ اور اگر کسی خاص دوا کی ضرورت ہو۔ تو وہ پہلے ہی تیار کروالی جاوے۔ اور اس وقت ذاتی معائنہ کی روشنی میں مناسب ترمیم کے بعد دوا دے دی جائے۔ اسی طرح جو دوست کوئی خاص مرکب تیار کرانا چاہیں۔ تو وہ بھی مطلع فرمائیں۔ تا اس وقت کسی قسم کی دقت نہ ہو۔ ایسے احباب زیادہ سے زیادہ ۲۰ دسمبر تک اپنے خطوط بھیج دیں ؞

خاکسار: (حکیم) ایم۔ اے۔ قریشی۔ ڈی۔ آئی۔ ایم۔ ایس انچارج طبیب ویدک یونانی دواخانہ قادیان ؞

خط و کتابت کیلئے صرف "ویدک یونانی دواخانہ قادیان" یاد رکھیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ مضمون صفحہ ۹

شہادت دی ہے۔ کہ وہ بھی بگڑا ہوا تھا۔ جگناتھ اور سومنات وغیرہ بت خانے اسی وقت کے ہیں۔ گویا اتنی بڑی خرابی تھی۔ کہ اس کی نظیر نہیں ملتی۔ اور وہ وقت بالطبع چاہتا تھا۔ کہ عظیم الشان مصلح پیدا ہو۔ جو ان تمام فسادوں کی اصلاح کرے۔ اس وقت کے حسب حال آپ پیدا ہوئے یہ **بڑا نشان** ہے۔ پھر یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ آپ نے آکر کیا کیا۔ اس وقت جو حالت ملک اور قوم بلکہ دنیا کی ہو رہی تھی۔ اس کی تفصیل کی حاجت نہیں۔ سب شہادت دیتے ہیں۔ اور خود قرآن مجید نے شہادت دی ہے۔ ان میں شائع ہوتا تھا۔ اگر کوئی امر جو ان کے حالات کے متعلق اس میں بیان کیا گیا ہے خلاف واقعہ ہوتا ہو۔ وہ شور مچا دیتے۔ کہ جھوٹ کہا ہے۔ لیکن کسی انکار کی گنجائش ہی نہ تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وقت کیفیت اور کمیت کے لحاظ سے بہت بڑی خزاں کا وقت تھا۔ اور اسی کے مقابل پھر بہار بھی وہ آئی۔ کہ اس کی نظیر نہ پہلے ملتی ہے۔ اور نہ آئندہ ہوگی۔ اس لئے کہ آئندہ تو اسی بہار کا سماں ہے۔

حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا قریب کا زمانہ تھا۔ اور وہ بھی ایک بہار کا وقت تھا۔ مگر اس وقت جو ترقی یا تبدیلی ہوئی۔ وہ اس سے ہی ظاہر ہے کہ آپ نے ۱۲ آدمی تیار کئے۔ جو بارہ حواری مشہور ہیں۔ ان میں سے ایک نے جو بڑا مخلص سمجھا جاتا تھا تیس روپے لے کر گرفتار کرا دیا۔ اور دوسرے نے جس کو بہشت کی کنجیاں دی گئی تھیں تین مرتبہ لعنت کی۔ اور باقی بھاگ گئے۔ مگر اس کے مقابلے میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو جماعت تیار کی وہ صدق و اخلاص میں ایسی وفادار تھی۔ کہ اس نے بھیڑ بکری کی طرح سر کٹوا دیئے۔ اس سے بڑھ کر حیرت انگیز تبدیلی کیا ہوگی وہ جو قسم قسم کے عیبوں اور معاصی میں مصروف رہنے والی قوم تھی۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دامن کے نیچے آئے تو۔ تو انہوں نے اللہ تعالےٰ کے ساتھ وہ مخلصانہ پیوند کیا۔ کہ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے اللہ ہی سے محبت کرتے تھے۔

یہ دو نشان ایسے زبردست ہیں کہ جو شخص تعصب سے خالی ہو کر تدبر کرے گا اور ضرور کرنا چاہیئے۔ اس کو ایک دفعہ اقرار کرنا پڑے گا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سچے نبی تھے

اب یہ زمانہ جس میں ہم ہیں اس کی حالت پر نظر کرو۔ کون کہہ سکتا ہے۔ کہ اس میں مسلمانوں کی اندرونی حالت میں تغیر نہیں ہوا۔ ان کی عملی اور اعتقادی حالت بگڑ گئی ہے۔ ان کی اخلاقی حالت تباہ ہو گئی ہے۔ جس پہلو سے دیکھو۔ اور جس حیثیت سے نظر کرو۔ اسے دیکھ کر رونا آتا ہے۔ بیرونی حالت دیکھتے ہیں تو وہ اور بھی قابل افسوس ہے۔ اسی ملک میں لاکھوں مرتد ہو جاتے ہیں۔ یہ وہ دین تھا۔ کہ ایک بھی مرتد ہو جاتا۔ تو قیامت آجاتی۔ مگر اب یہ حالت ہے۔ کہ دو چار روپیہ کے لالچ میں آکر گرجا میں جا کر مرتد ہو جاتے ہیں۔

آپس میں ایک دوسرے کے حقوق تلف کرتے ہیں۔ قرض لیکر دینے کا نام نہیں لیتے۔ طرح طرح کے معاصی اور فسق و فجور میں مبتلا ہیں۔ اب کیا یہ حالت زمانہ ایسی تھی۔ کہ خدا تعالےٰ چپ رہتا۔ اور اس کی اصلاح کے لئے کسی کو نہ بھیجتا۔ اگر وہ چپ رہتا تو پھر عذاب آتا۔ اور اس کو تباہ کر دیتا۔ مگر نہیں اس نے **اپنی رحمت سے ایک شخص کو بھیج دیا ہے جو تم ہی میں سے آیا ہے۔** اس کے آنے کی غرض یہی ہے۔ کہ تا وہ فساد مٹا دیئے جاویں۔ جو اسلام میں اور مسلمانوں میں پیدا ہو چکے ہیں۔ اور جنہوں نے ان کو اس ذلیل حالت تک پہنچا دیا ہے۔

لیکن یاد رکھو۔ اس کا آنا فضول ہو جاتا ہے۔ اگر لوگ اس بات کو مضبوط نہ پکڑیں۔ جو وہ لے کر آیا ہے۔ صرف اتنی بات پر خوش ہو جانا کہ **ہم میں ایک رسول آیا ہے۔** کافی نہیں۔ جب حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر عذاب آیا۔ کیا وہ اس وقت زندہ نہ تھے۔ یا موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں اسرائیلیوں پر بعض عذاب آئے۔ تو وہ ان کے ساتھ نہ تھے۔ اتنے پر خوش نہ ہو کہ ہمارے پاس خدا کا **مرسل** ہے۔ جو شخص اس دھوکے میں ہے۔ قریب ہے کہ وہ ہلاک ہو جاوے۔ خدا تعالیٰ کسی کی رعایت نہیں کرتا۔

یاد رکھو۔ اسلام ایک موت ہے۔ جب تک کوئی شخص نفسانی جذبات پر موت وارد کر کے نئی زندگی نہیں پاتا۔ اور خدا ہی کے ساتھ بولتا ہے۔ چلتا۔ پھرتا۔ سنتا۔ دیکھتا نہیں وہ مسلمان نہیں ہوتا۔

دیکھو یہ چھوٹی سی بات نہیں۔ اور معمولی امر نہیں کہ اس نے ایک شخص کو بھیجا۔ اور تمہیں آنے والے عذاب سے ڈرایا۔ یہ اس کا بڑا بھاری **فضل** اور رحمت کا نشان ہے۔ اس کو **حقیر مت** سمجھو۔ اس کی قدر کرو۔

مجھے اس شہادت کو ادا کرنا پڑتا ہے۔ جو میرے ذمہ ہے۔ **سنو! مجھے دکھایا گیا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے قہری نشان** نازل ہوں گے۔ زلزلے آئیں گے اور طاعون کی موتیں ہوں گی۔ اس لئے میں تمہیں اس سے پہلے کہ خدا کا عذاب نازل ہو تمہیں اور ہر سننے والے کو **متنبہ اور آگاہ** کرتا ہوں۔ کہ **توبہ** کرو۔ ہر شخص جو عذاب سے پہلے توبہ کرتا ہے اور اپنی اصلاح کے لئے تبدیلی کر لیتا ہے۔ وہ خدا تعالےٰ کے رحم کا امیدوار ہو سکتا ہے۔ لیکن جب عذاب نازل ہو گیا۔ پھر توبہ کا دروازہ بند ہو گا۔

اس وقت جو امن کی حالت ہے۔ توبہ کرو اور اصلاح کے لئے قدم **بڑھاؤ**۔ میری باتوں کو اس طرح مت سنو۔ جس طرح پر لڑکے **کہانیاں** سنا کرتے ہیں۔ اٹھو اور تبدیلیاں کرو۔

جب مصیبت آگئی۔ پھر خواہ کوئی ہزار کہے کہ دعا کرو۔ کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ چونکہ عذاب تو آچکا۔ ہاں اب وقت ہے تبدیلی اور اصلاح کس طرح ہو۔ اس کا جواب وہی ہے یعنی **نماز** ہے جو **اصل دعا** ہے قرآن شریف پر تدبّر کرو۔ اس میں سب کچھ ہے۔ نیکیوں اور بدیوں کی تفصیر ہے۔ اور آئندہ زمانے کی خبریں ہیں وغیرہ بخوبی سمجھ لو۔ کہ یہ وہ مذہب پیش کرتا ہے **جس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔** کیونکہ اس کے **برکات اور ثمرات** تازہ بتازہ ملتے ہیں۔

انجیل میں مذہب کو کامل طور پر بیان نہیں کیا گیا۔ اس کی تعلیم اس زمانہ کے حسب حال ہو تو ہو۔ لیکن وہ ہمیشہ اور ہر حالت کے موافق ہرگز نہیں۔ یہ فخر قرآن مجید ہی کو ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اس میں ہر مرض کا علاج بتایا ہے۔ اور تمام قویٰ کی تربیت فرمائی ہے۔ اور جو بدی ظاہر کی ہے اس کے دور کرنے کا طریق بھی بتایا ہے۔ اس لئے قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہو۔ اور دعا کرتے رہو۔ اور اپنے چال چلن کو اس کی تعلیم کے ماتحت رکھنے کی کوشش کرو۔

روزہ کے متعلق

پھر تیسری بات جو اسلام کا رکن ہے وہ روزہ ہے۔ روزہ کی حقیقت سے بھی لوگ ناواقف ہیں۔ اصل یہ ہے کہ جس ملک میں انسان جاتا نہیں۔ اور جس عالم سے واقف نہیں اس کے حالات کیا بیان کرے۔

روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اس کا اثر ہے۔ جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے۔ کہ جس قدر کم کھاتا ہے۔ **اسی قدر تزکیہ نفس ہوتا ہے۔** اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔ خدا تعالےٰ کا منشا اس سے یہ ہے۔ کہ ایک غذا کو کم کرو۔ اور دوسری کو بڑھاؤ۔

ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدنظر رکھنا چاہیئے۔ کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے۔ کہ بھوکا رہے۔ بلکہ اُسے چاہیئے۔ کہ خدا تعالےٰ کے ذکر میں مصروف رہے۔ تاکہ **تبتّل اور انقطاع** حاصل ہو۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے۔ کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے۔ دوسری روٹی کو حاصل کرے۔ جو روح کے لئے تسلی اور سیری کا باعث ہے۔

اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے۔ انہیں چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں۔ جس سے دوسری غذا انہیں مل جاوے۔

حج

ایسا ہی **حج** بھی ہے۔ حج سے صرف اتنا ہی مطلب نہیں کہ ایک شخص گھر سے نکلے۔ اور سمندر چیر کر چلا جاوے۔ اور رسمی طور پر کچھ لفظ منہ سے بول کر ایک رسم ادا کر کے چلا آوے۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ حج ایک اعلیٰ درجہ کی چیز ہے۔ جو **کمال سلوک** کا آخری مرحلہ ہے۔ سمجھنا چاہیئے کہ انسان کا اپنے نفس سے انقطاع کا یہ حق ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی کی محبت میں کھویا جائے۔ اور **تعشق باللہ** اور محبت الٰہی ایسی پیدا ہو جائے۔ کہ اس کے مقابلہ میں نہ اسے کسی سفر کی تکلیف ہو۔ اور نہ جان و مال کی پرواہ ہو۔ نہ عزیز و اقارب سے جدائی کا فکر ہو۔ جیسے عاشق اور محب اپنے محبوب پر جان قربان کرنے کو تیار ہوتا ہے۔ اسی طرح یہ بھی کرنے سے دریغ نہ کرے۔ اس کا نمونہ **حج** میں رکھا ہے۔ جیسے عاشق اپنے محبوب کے گرد طواف کرتا ہے۔ اسی طرح **حج میں بھی طواف** رکھا ہے۔ یہ ایک باریک نکتہ ہے۔ جیسا **بیت اللہ** ہے۔ ایک اس سے بھی اوپر ہے۔ جب تک اس کا طواف نہ کرو۔ یہ طواف مفید نہیں۔ اور ثواب نہیں۔ اس کے طواف کرنے والوں کی بھی یہی حالت ہونی چاہیئے۔ جو یہاں دیکھتے ہو۔ کہ ایک مختصر سا کپڑا رکھ لیتے ہیں۔ اسی طرح اس کا طواف کرنے والوں کو چاہیئے کہ دنیا کے کپڑے فروتنی اور انکساری اختیار کرے۔ اور عاشقانہ رنگ میں پھر طواف کرے۔ طواف عشق الٰہی کی نشانی ہے اور اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ گویا مرضات اللہ ہی کے گرد طواف کرنا چاہیئے۔ اور کوئی غرض باقی نہیں۔

(باقی)

رنجدہ وفات

جناب شیخ عطا محمد صاحب جو سر ڈاکٹر محمد اقبال صاحب کے برادر بزرگ تھے۔ اور ہمارے سلسلہ کے ایک نہایت مخلص نوجوان جناب شیخ اعجاز احمد صاحب کے والد بزرگوار تھے۔ اپنے وطن سیالکوٹ میں فوت ہو گئے۔

انا للّٰہ و انا الیہ راجعون

شیخ صاحب موصوف نہایت مخلص احمدی تھے اور صحابی تھے۔ خلافت ثانیہ سے ان کو قلبی وابستگی تھی۔ آپ کی وفات سے ہم کو آپ کے خاندان سے پوری ہمدردی ہے۔

احباب جماعت سے درخواست ہے۔ کہ ان کے لئے مغفرت اور ترقی درجات کی دعا فرماویں۔

(محمود احمد عرفانی)